ناشر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

الحمدلله!

سہ ماہی قافلہ حق اپنی عمر کے پانچویں سال میں قدم رکھ رہا ہے مختصر سی زندگی میں اکابرین اور اولیاء اللہ کی توجہات کی بدولت بہت سے علمی ،فکری، اصلاحی اور مسلکی جواہر پارے آپ کی خدمت میں پیش کر چکا ہے اور اب بھی پر عزم ہے کہ اپنے نام کی لاج رکھے گا۔ ''قافلہ حق'' قافلہ حق کی منزل تک پہنچنے کیلیے زادِراہ ہے جو نہ تو باسی ہوتا ہے اور نہ ہی تشنگی چھوڑتا ہے اور اس سفر میں راہزنوں سے بھی نمٹنے کا فن جانتا ہے۔

سہ ماہی ''قافلہ حق'' اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان کا ترجمان شمارہ ہے اور اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے اغراض ومقاصد میں ایک غرض: اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ومسائل کی اشاعت کرنا ،بھی ہے۔ اس کے پیش نظر قافلہ حق مسلسل آپ کی خدمت میں متنوع اور دلائل وبراہین سے لبالب کوثر وسلسبیل میں ڈُھلی قلم سے مضامین واگزار کرتا ہے اپنے قدر دانوں کے تشکر وامتنان کا سہرا سر پہ سجائے ایک بار پھر مسکراتا ہوآرہا ہے۔

آئینۂ مضامین

رابطے کے لیے:

اِتحادِ اہل السنۃ والجماعۃ

0346-7357394

0332-6311808

websites>http://ahnafmedia.com,alittehaad.org Email>markazhanfi@gmail.com

ترجمانِ فکرِ امینِ اہلسنت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

جلد نمبر 5 | جنوری، فروری، مارچ 2011ء | شمارہ 1

بیاد

بفیضان نظر

پسند فرمودہ

زیر سرپرستی: حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ

زیر نگرانی: مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ

مجلس مشاورت

- مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی
- مولانا عبد الغنی طارق لدھیانوی
- مولانا محمد طیب حنفی
- مولانا مفتی محمد مجاھد
- مولانا مفتی امداد اللہ انور
- مولانا عبد اللہ عابد وڑائچ
- مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی
- مولانا محمد اسماعیل محمدی

قیمت فی شمارہ 25/- روپے

- جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ضرور ہمراہ بھیجیں
- منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ مکمل واضح اور خوشخط لکھیں
- ہر بار خط و کتابت میں اپنا مکمل پتہ لکھیں
- خط میں رقم ڈال کر ہرگز نہ بھیجیں

بیرون ممالک

امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر ......سالانہ
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر ......سالانہ
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر ......سالانہ

ایجنسی ہولڈر مہر لگائیں یا ہدیہ دینے والے احباب اپنا نام تحریر فرمائیں

برائے رابطہ
دفتر سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
مرکز اھل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا 048-3881487,0346-7357394

القرآن

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"انمایخشی الله من عباده العلماء"

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے عالم بندے ہی ڈرتے ہیں۔

تشریح: اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوف اور خشیت وہ بنیادی وصف ہے جس سے متصف ہوکر بندہ مومن کی زندگی کا رنگ ڈھنگ ہی بدل جاتا ہے اس کا ہر فعل اور عمل حتی کہ اس کی گفتار اور سوچوں کا محور ہی یہ بن جاتا ہے کہ کسی طرح اپنے مالک کو راضی کرسکوں۔علم دین سے اس وصف تقوی میں خوب ترقی ہوتی ہے یہاں تک کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرلیتا ہے اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ اللہ سے ڈرنے کا دعوی تو بہت سے لوگ کرتے ہیں لیکن حقیقت میں تقویٰ، خشیت اور خوف خدا کی صفات کے اصل حاملین علماء کرام ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں علماء کا خوشہ چین بنائیں اور ان کی صحبت بابرکات میں رہ کر روحانی درجات میں ترقیوں کا طلب گار بنائیں۔

السنة

آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"العلماء ورثه الانبياء"

ترجمہ: علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

تشریح: انبیاء کرام علیہم السلام حق تعالیٰ کا پیغام ہدایت لے کر اس دنیا میں تشریف لائے ہیں اور ان کی زندگی کا محور و مقصد دنیا کا مال ومتاع نہیں، بلکہ صرف اور صرف اللہ کے دین کی اشاعت اور سربلندی ہوتا ہے جب وہ دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو نہ ہونے کے برابر مال دنیا چھوڑ کر جاتے ہیں وہ ان کی میراث نہیں بلکہ صدقہ ہوتا ہے انبیاء کرام علیہم السلام کی حقیقی میراث علم ہے اور علماء کرام اس میراث نبوی ﷺ کے حاملین ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں علماء کرام کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

تحفظ ناموس رسالت ......تمام مکاتب فکر کا اتحاد

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

ایک بار پھر تمام دینی جماعتیں تحفظِ ناموس رسالت کے لیے متحد ہو چکی ہیں۔ ناموس رسالت اس وقت اہل اسلام کے لیے سب سے اہم ایشو ہے۔ قانون توہین رسالت میں ترمیم کرنے کے لیے بعض ناعاقبت اندیش حکمران چند ٹکوں کے عوض اپنے ایمان کو داؤ پر لگا رہے ہیں اور شیریں رحمٰن صاحبہ، گورنر پنجاب سلمان تاثیر اور دیگران کے ہم نوا یہ چاہتے ہیں کہ توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کر لی جائے۔ گورنر پنجاب نے یہاں تک اپنے خُبثِ باطن کا اظہار کیا ہے کہ ''یہ کالا قانون ہے۔'' العیاذ باللہ۔

کوئی روشن خیال اس جرم توہین رسالت کے مرتکب پر نافذ کردہ سزا کے بارے میں کہتا ہے کہ ''یہ ظلم ہے، اسلام محبت اور رواداری کا سبق دیتا ہے اور کوئی یوں ہذیان بکتا بکتا منہ سے جھاگ نکالتے ہوئے کہتا ہے ''یہ دقیانوسیت ہے، اسلام میں امن وآشتی اور باہمی الفت کا درس پنہاں ہے۔'' اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام رواداری اور محبت کا علمبردار ہے۔ امن وآشتی اور باہمی الفت اس کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہیں۔ لیکن قرآن کریم کی ترتیب کے مطابق **رحماء بینھم** بعد میں ہے۔ **اشداء علی الکفار** پہلے ہے۔ جب ظلم بڑھ رہا ہو، شرک والحاد کے بھوت منہ کھولے کھڑے ہوں، جب ڈکیتی، قتل وغارت، لوٹ کھسوٹ، دنگا فساد، رشوت ستانی، سودخوری، دین اسلام کا مذاق، صحابہ کرام، اہل بیت و ازواج نبی ﷺ، قرآن کریم، اسلام کی مقتدر شخصیات پر تبرا بازی اور پیغمبر خدا ﷺ کی گستاخی اور توہین اور معاشرتی اور اخلاقی جرائم عام ہونا شروع ہو جائیں تو اسلام کے حدود وقصاص کے قوانین کو عمل میں لانا بہت ضروری ہو جاتا ہے۔ جب اعداء اسلام؛ دینِ اسلام کو مٹانے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں اور اسلام کے شعائر کا مذاق اڑانا شروع کر دیں۔ تو اسی امن وآشتی کے علمبردار اسلام کا حکم ہے **فاضربوا فوق الاعناق** ان کی گردنوں پر مارو۔ نہیں بلکہ **واضربوا منھم کل بنان** ان کے جوڑ جوڑ پر مارو۔ جب قتل وغارت گری شروع ہو تو **ولکم فی القصاص حیوۃ** کا زریں اصول بھی اسلام ہی کا ہے۔ جب شراب خوری معاشرے میں جنم پانے لگے تو حد شرب خمر کا حکم بھی اسلام دیتا ہے۔ جب چوری جیسی لعنت پھیلنے لگے تو ہاتھ کاٹنے کا حکم بھی یہی اسلام دیتا ہے۔ الغرض ہر جرم کے مطابق سزا کا قانون خود خالق لم یزل نے مرتب کر دیا ہے۔ پوری دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں جہاں جرائم کے سدباب کے لیے قوانین موجود نہ ہوں ہر قوم میں اپنے مقتدر شخصیات کی عزت وعظمت اور احترام کے قوانین موجود ہیں اور جو کوئی بھی ان

قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے سزا کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہے۔

اسلام بھی ایک سچا اور کھرا دین ہے احترام آدمیت کا جتنا اسلام محافظ ہے اتنا کوئی اور مذہب نہیں ہے اسلام ایک عام انسان کی بھی عزت وحرمت کا نگہبان ہے اور معاملہ جب پیغمبر خدا ﷺ کا آجائے۔ تو پھر اسلام حکم دیتا ہے کہ گستاخ اور ان کے بارے میں یاوہ گوئیاں کرنے والا کعبۃ اللہ کے غلاف میں چھپا ہوا ملے تو بھی اسے قتل کر ڈالو۔ قانون توہین رسالت تمام قوانین میں سب سے زیادہ چمکتا دمکتا قانون ہے، والی دو جہاں ﷺ کی عزت اور ناموس کا مسئلہ تو تمام مسائل میں سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ ہے۔ اس پر کوئی مسلمان سمجھوتہ نہیں کرسکتا، مسلمان بے عمل ہوسکتا ہے اور بدعمل بھی ہوسکتا ہے لیکن عشق رسالت ﷺ سے خالی ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ میرا عقیدہ ہے کہ جو شخص محبت رسول ﷺ سے خالی ہے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔ قانون توہین رسالت میں ترمیم کا بل اسمبلی میں پیش ہوچکا ہے انگریز کے حاشیہ بردار حکمران تمام اہل اسلام کے جذبات ایمانی سے کھیل کر اس میں تبدیلی لانا چاہتے ہیں اور میرا قلم بھی اس کیفیت کو لکھنے میں ہمت ہار جاتا ہے کہ کیسے!!! آخر کیسے!!! یہ لوگ دشمن رسول کو خوش کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو ناراض کرنے کا یارا کر لیتے ہیں۔ کیا ضمیر مردہ ہوچکے ہیں کیا اقتدار اور دولت کا نشہ اس قدر مست کیے ہوئے ہے کہ ایمان بھی یاد نہیں۔

اللہ جزائے خیر دے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین واراکین کو جنہوں نے بر وقت معاملہ کی حساسیت کو بھانپتے ہوئے آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس انعقاد عمل میں لایا کانفرنس میں راقم کو بھی مدعو کیا گیا تھا میں یہ بات کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ منتظمین نے ہر حوالے سے اس کو کامیاب بنانے میں جو اپنی خدمات سرانجام دی ہیں وہ یقیناً لائق تحسین بھی ہیں اور قابل تقلید بھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا عبدالمجید دامت برکاتہم نے اپنا ترجمان مولانا فضل الرحمٰن کی منتخب فرمایا اور یقیناً وہی اس کے اہل تھے۔ مولانا کی بصیرت افروز، نپی تلی اور جامع مانع گفتگو نے کانفرنس میں پھر سے حوصلوں کو جوان کر دیا۔ محترم قاری محمد حنیف نے اپنے نقابت کے فرائض بڑے ہی متانت سے سر انجام دیے۔ کانفرنس میں شریک تمام مکتبہ فکر کے قائدین نے ناموس رسالت کے لیے اتحاد کا اعلامیہ دیا۔ دینی، مذہبی، اسلامی، مسلکی اور سیاسی جماعتوں کا یوں آپس میں کسی مسئلہ پر متحد ہونا ہی اس مسئلہ کی اہمیت بتلانے کے لیے کافی ہے۔ میں ان تمام علمائے کرام کا جنہوں نے بڑی سنجیدگی سے اس معاملہ پر پالسیاں وضع کیں اور ایک لائحہ عمل طے کیا، دل سے شکرگزار ہوں کیونکہ ہمارا ماٹو یہ ہے کہ اسلام ہر چیز پر مقدم ہے عقائد ونظریات کے سامنے سیاست کو ایک بار نہیں لاکھ بار قربان کیا جاسکتا ہے۔

یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض عیسائیت زدہ دماغ عام طور پر سوچتے ہیں کہ یہ

دیو بندی، بریلوی اور اہلحدیث ہیں۔ یہ آپس میں ہی لڑیں گے اور ہماری جان چھوٹی رہے گی۔

خبردار! اگر کسی نے یہ مفروضہ گھڑ کر اپنے ذہن پر سوار کر رکھا ہے تو وہ اپنی اس غلط فہمی کو دور کر لے۔عیسائیت کے مقابلے میں ہم ایک گھر میں بیٹھے ہوئے افراد ہیں۔ہم تم سے لڑیں گے پھر گھر بیٹھ کر آپس میں دلائل کے ساتھ تصفیہ کر لیں گے۔ اور اللہ اللہ خیر سلا۔ ہم ناموس رسالت کے لیے ایک ہو چکے ہیں۔ ہم ختم نبوت کے لیے بھی ایک ہو چکے ہیں، بلکہ میری اس بات سے اہل انصاف اتفاق کریں گے کہ دیگر اجماعی مسائل وعقائد میں ہمیں ایک ہونا چاہیے

حالات یہ کہتے ہیں عجب وقت پڑا ہے ....ہر شخص خدا ہے
اس شہر خرابات کے احکام نئے ہیں..........پیغام نئے ہیں
صیاد پرانے مگر دام نئے ہیں..............الزام نئے ہیں
بے حال کیا معرکہ روح و بدن نے..........احوال چمن نے
چرکے بھی لگائے ہیں عزیزانِ وطن نے.....یارانِ کہن نے
اے اہل قلم ! میں تو قلم توڑ رہا ہوں ....سر پھوڑ رہا ہوں
رہوار خطابت کی عناں چھوڑ رہا ہوں..........رخ موڑ رہا ہوں
اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

☆☆☆

۱۸ دسمبر ۲۰۱۰ء کو جمعیت علماء اسلام (س) گروپ کی طرف سے کل جماعتی کانفرنس کا لاہور میں انعقاد کیا گیا۔کانفرنس میں علماء، عمادین علاقہ اور سیاسی طبقہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا عبدالشکور حقانی نے محفل کو زینت بخشی۔ ان کے ہمراہ مولانا رضوان عزیز بھی تھے، مولانا عبدالرؤف فاروقی کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہوئے مولانا عبدالشکور حقانی دامت برکاتہم نے اپنی تجاویز یہ پیش کیں کہ:

۱: ایسا قانون بنایا جائے کہ جس میں مقتدر شخصیات کی توہین کرنے والے کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

۲: سلمان تاثیر نے عدالت کے فیصلے کے بارے میں کہا کہ ”یہ صحیح نہیں“ جہاں اس نے توہین رسالت کے مرتکب خاتون کی حوصلہ افزائی کی ہے وہاں اس نے توہین عدالت بھی کی ہے کیونکہ اس کے بعد قانونی طور پر معاملہ کو ہائی کورٹ اور بعد میں سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جا سکتا ہے لیکن گورنر نے صاف کہا کہ یہ فیصلہ غلط ہے یہ توہین عدالت بھی ہے لہذا اسے بھی انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے تاکہ پتہ چل سکے کہ ہمارے ملک میں عدلیہ آزاد ہے۔

ماہ صفر کے متعلق جاہلانہ خیالات

مولانا خبیب احمد گھمن

اللہ تعالیٰ ہر زمانہ کے خالق ہیں، زمانہ مخلوق ہے کوئی وقت بھی بذات خود نہ تو اچھا ہے اور نہ برا پس ہر وہ وقت جس میں کوئی شخص نیک کام کرے اللہ کے فضل کے ساتھ تو وہ وقت اس کیلیے بابرکت ہے اور جس وقت میں گناہ، برائی اور فسق و فجور کا ارتکاب کرے تو وہ اس کے لیے منحوس ہے۔ لیکن آج کل کچھ لوگ اسی پرانے جہالت کے دور سے گزر رہے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا تھا یعنی رسومات، بدعات اور شرک کچھ لوگ تھے جو زمانہ کو منحوس قرار دیتے تھے پرند کے اڑنے سے فال لیتے تھے۔ عورت کو منحوس قرار دیتے تھے۔ ماہ صفر میں سفر کرنا شادی کرنا اور کوئی نیا کام کاروبار وغیرہ کو منحوس قرار دیتے تھے جس سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر منع فرمایا۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعدوی ولاطیرۃ ولاھامۃ ولاصفر وفرمن المجذوم کما تفر من الاسد(۱)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک کسی بیماری کا (اللہ کے حکم کے بغیر خود بخود) دوسرے کو لگ جانا بدفالی اور نحوست اور صفر (کی نحوست وغیرہ) یہ سب باتیں بے حقیقت ہیں اور مجذوم (کوڑھی) شخص سے اس طرح بچو جس طرح شیر سے بچتے ہو۔

ماہ صفر کو منحوس یا برا سمجھنے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کوئی زمانہ بذات خود برا یا منحوس ہے یعنی ماہ صفر کی طرف نحوست کی نسبت کرنا زمانہ کی طرف نسبت کرنا ہے یہ عقیدہ تو کفار و مشرکین مکہ کا تھا۔ حدیث قدسی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''بنی آدم مجھے ایذا دیتا ہے یعنی میری شان کے خلاف باتیں کرتا ہے اور وہ اس طرح کہ وہ زمانہ کو برا بھلا کہتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہوں (یعنی زمانہ میرے تابع اور ماتحت ہے) میرے قبضہ اور قدرت میں تمام حالات اور زمانے ہیں اور میں ہی دن اور رات کو پلٹتا ہوں۔ بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ ہم تو بڑے اچھے ہیں لیکن فلاں منحوس ہے فلاں کے اندر

---

(۱) بخاری

برائی ہے جیسا کہ ایک کالے حبشی کو راستے میں پڑا ہوا ایک آئینہ ملا اس نے اٹھایا اور آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا۔ جب نظر آیا کہ موٹا اور چپکا ہوا ناک، باریک آنکھیں۔ گھنے گھنگریالے بال، موٹے ہونٹ گندے اور لمبے لمبے دانت، غصے سے شیشے کو زور سے پتھر پر پھینک مارا اور توڑ دیا۔ کہنے لگا اتنا بدصورت تھا اسی لیے تجھے یہاں پر پھینکا ہوا تھا۔ اپنی بدصورتی کو بھی اس کی طرف منسوب کیا۔

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک وعظ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئٹہ میں ایک دفعہ زلزلہ آیا بہت بڑی تباہی ہوئی عمارتیں گر گئیں، مارکیٹیں ویران ہو گئیں، پلازے زمین بوس ہو گئے، زلزلے کی تباہی کو لوگ ایک عبرت کے لیے دیکھنے جاتے تھے۔ دیکھنے والوں میں ایک دفعہ کچھ طوائف عورتیں بھی گئیں اور اپنے ناک پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگیں: ''ہائے اللہ! پتہ نہیں کس کے گناہوں کی مار ہے؟ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر کوئی اپنی برائی کی نسبت دوسری کی طرف کرتا ہے جو ہوتا خود منحوس ہے اور سمجھتا ہے عورت کو، بلی کے گزرنے کو، اُلّو کو، گھر کو، وقت کو، زمانہ کو، مہینہ کو وغیرہ وغیرہ

جیسا کہ ایک بادشاہ نے سمجھا تھا ایک بادشاہ تھا اس کے دربار میں ایک غلام آیا بادشاہ نے غلام کو دیکھا اس کی شکل اس کو اچھی نہ لگی اس دن بادشاہ نے جو کوئی کام کرنا تھا وہ نہ ہوا، تو بادشاہ نے اپنے طور پر سمجھا کہ اس کے چہرے کی نحوست کی وجہ سے میرا کام نہ ہوا۔ بادشاہ نے غلام کو بلوایا اور کوڑے لگائے سارا دن کوڑے لگتے رہے شام کو بادشاہ نے کہا تو کتنا منحوس ہے تجھے کوڑے لگ رہے ہیں اور میں کتنا مبارک ہوں کہ میں محفوظ ہوں۔ غلام نے کہا: ''بادشاہ سلامت! جان بخشی ہو تو عرض کروں؟ حکم ہوا کرو! غلام نے کہا جناب آج صبح میں نے آپ کا چہرہ دیکھا آپ نے میرا۔ مجھے آپ کا چہرہ دیکھنے کی وجہ سے کوڑے لگے اور آپ مجھے دیکھنے کی وجہ سے سارا دن محفوظ رہے اب بتاؤ مبارک میں ہوں یا آپ۔ منحوس آپ ہیں یا میں۔ بادشاہ کو سمجھ آئی پھر اس کو انعام دیا اکرام کیا آزاد کر دیا۔

ہر ماہ مبارک ہے، ہر مہینہ افضل ہے ہر وہ گھڑی بہتر ہے جس میں نیکی ہو۔ ہر وہ لمحہ منحوس ہے جس میں گناہ فسق برائی ہو اللہ جل شانہ کی نافرمانی ہو ماہ صفر میں شادی کرنا، کاروبار کرنا، سفر کرنا یا اور کوئی کام کرنا جائز ہے اس کو منحوس سمجھنا یا بری فال لینا زمانہ جاہلیت کی رسومات میں سے ہے اس سے بچنا ضروری بلکہ بہت ضروری ہے۔

احتساب

خمیرہ پاپوش، صبح، دوپہر، شام

مولانا رضوان عزیز

تین میراثی چاندنی رات میں سفر کر رہے تھے اچانک وہ ایک کلر والی زمین پر پہنچے جو چاند کی چاندنی میں پانی کی طرح چمک رہی تھی یہ اپنی عقل کی وجہ سے سمجھے کہ شاید سمندر ہے کپڑے اتار کر تیرا کی شروع کر دی اور جب وہ زمین ختم ہوئی تو باہر نکل کر کہنے لگے ہم آپس میں گنتی کر لیں کوئی ساتھی ڈوب تو نہیں گیا اب تینوں نے بار بار گنتی کی مگر ہر دفعہ ایک کم ہوتا بڑے پریشان تھے اچانک ایک جٹ (غالبا عبداللہ عابد) کا ادھر سے گزر ہوا انہوں نے جوتا اتارا اور تینوں کو تین تین جوتے مارے یعنی ایک ایک کیونکہ تینوں کے نزدیک تین ایک ہے (تین طلاق کے مسئلہ کی طرف اشارہ ہے)

مرزائی بھی اسے تین کو ایک کہتے ہیں (۱) مسعودی بھی تین طلاق کو ایک کہتے ہیں۔ (۲) اور غیر مقلدین بھی تین کو ایک کہتے ہیں (۳) اور ان کی تعداد پوری کر دی وہ بہت شکر گزار ہوئے کہ وڑائچ صاحب! مہربانی آپ کے اس خمیرہ پاپوش (جوتوں کا خمیرہ) نے ہمارا گم شدہ آدمی ساتھ ملا دیا۔ بعینہ اسی طرح اعداء اہل السنّت کا وکیل افغان بھگوڑا اسماً زبیر عادۃ زنبور غیر مقلد مماتی جب غلط عقائد اور ان عقائد کے حاملین کی گنتی کرنے بیٹھا تو میراثیوں کی طرح دو کا شمار کیا اور ہر دفعہ اپنی گنتی کرنا بھول گیا اور کہا قادیانی اور مسعودی حضرات کے یہ عقائد ہیں اور بلا حوالہ ان کی طرف (۲۰) باتیں منسوب کیں راقم نے بھی محسوس کیا جب تک خمیرہ پاپوش نہیں کھلایا جائے گا گنتی پوری نہیں ہوگی لہذا بحوالہ اسماً زبیر عادۃ زنبور کے پیش کردہ بیس مثالوں کے ساتھ تیسرے کو بھی باحوالہ ثابت کیا ہے کہ جناب بھی اسی بحر ظلمات میں بھٹکنے والوں میں سے ہیں۔

سر دست تو ''قافلہ حق'' کے صفحات کی قلت کے باعث اس کی بیس مثالوں کا تجزیہ کیا گیا ہے آئندہ شمارے میں جناب کی خدمت میں کچھ ہدیہ بھی پیش کریں گے اگر اللہ نے توفیق دی تو فی الحال ہم فی کس تین تین جوتے لگا کر ایک شمار کرتے جائیں گے آخر میں جب بیس کو تین سے ضرب دیں گے

(۱) فقہ احمدیہ ص ۷۰ (۲) منہاج المسلمین ۴۵۳ (۳) تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق

20x3=60 ہوں گے۔مگر یہ تینوں فرقے پریشان نہ ہوں ان کے نزدیک 20 ہی ہوں گے کیونکہ ان کے نزدیک 1=1+1+1 ہی ہوتا ہے۔جب بندے پورے ہو جائیں تو بتا دیں! شکریہ

﴿۱﴾

ا: قادیانی اجماع امت کے منکر ہیں۔

۲: مسعودی بھی اجماع امت کے منکر ہیں۔

۳: غیر مقلدوں کا خطیب الہند محمد جونا گڑھی اجماع کا انکار کرتے ہوئے لکھتا ہے:''برادران! آپ کے دو ہاتھ ہیں اوران دونوں میں دو چیزیں شریعت نے دے دی ہے ایک میں ہے کلام خدا اور دوسرے میں کلام رسول۔ایک میں خدا کی عبادت دوسرے میں رسول ﷺ کی اطاعت اب نہ تیسرا ہاتھ نہ تیسری چیز۔''(۱)

﴿۲﴾

ا: قادیانی سلف صالحین کی متفقہ فہم کے منکر ہیں۔

۲: مسعودی بھی سلف صالحین کی متفقہ فہم کے منکر ہیں۔

۳: غیر مقلدین کے ہاں بھی سلف صالحین کی متفقہ فہم نہیں بلکہ وہ فہم معتبر ہے جو انہیں ہضم بھی ہو سکے جو ہضم نہ ہو وہ یہ کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ یہ متفقہ نہیں، شخصی رائے تھی۔ مثلاً شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ عقد الجید کے **باب تاکید الاخذ بھذہ المذاھب الاربعة ولا تشدید فی ترکھا والخروج عنھا** کے تحت فرماتے ہیں:''**قال رسول الله** ﷺ **(اتبعوا السواد الاعظم) ولما اندرست مذاھب الحقة الا بھذہ الاربعة کان اتباعھا اتباعا للسواد الاعظم والخروج عنھا خروجاً عن السواد الاعظم**.(۲)

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''سوادِ اعظم کی پیروی کرو اور یہ واضح ہے کہ مذاہب حقہ ان چار (حنفی،شافعی،مالکی اور حنبلی) میں بند ہیں۔ان کی اتباع سوادِ اعظم کی اتباع ہوگی اوران سے خروج سوادِ اعظم سے خروج ہوگا۔'' یہ مذاہب اربعہ تو سلف صالحین کی عمدہ فہم کا شاہکار ہیں مگر قادیانی، مسعودی اور غیر مقلد زنبوری طنبوری وغیرہ اس کے منکر ہیں۔

(۱) طریق محمدی ص۱۲ (۲) عقد الجید ص ۱۹ مکتبہ الاحسان

﴿۳﴾

ا: قادیانی غیر قادیانیوں کو مسلمین نہیں سمجھتے اور ان کی تکفیر کرتے ہیں۔

۲: مسعودی بھی غیر مسعودیوں کو مسلمین نہیں سمجھتے اور ان کی عملاً تکفیر کرتے ہیں۔

۳: فرقہ اہل حدیث بھی اپنے ماسواء کسی کو مسلمان سمجھنے کے لیے تیار نہیں۔ان کے مشہور غیر مقلد عالم مولوی حصاروی اپنی کتاب **سیاحة الجنان بمناکحة اهل الایمان** میں یاوہ گوئی کرتے ہوئے کہتا ہے: ’’حق مذہب اہلحدیث ہے اور باقی جھوٹے اور جہنمی ہیں۔‘‘(۱)

﴿۴﴾

ا: قادیانیوں کے نزدیک ان کے خلیفہ کی بیعت شرط ایمان ہے۔

۲: مسعودیوں کے نزدیک ان کے امیر کی بیعت شرط ایمان ہے۔

۳: غیر مقلدوں کے نزدیک ہر شخص کا اپنی تحقیق پر ایمان لانا شرط ہے چاہے وہ تحقیق کتنی ہی کم عقلی پر مبنی کیوں نہ ہو گویا ان کا ہر فرد امام اور خلیفہ ہے۔

﴿۵﴾

ا: قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانی کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

۲: مسعودیوں کے نزدیک غیر مسعودی کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

۳: غیر مقلد عبداللہ بہاولپوری بھی غیر اہلحدیث کے پیچھے نماز کا قائل نہیں تھا۔(۲)

﴿۶﴾

ا: قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانی کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

۲: مسعودیوں کے نزدیک غیر مسعودی کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

۳: عبداللہ بہاولپوری کے بیان کردہ اصول کے مطابق مسلک اہلحدیث میں تو جنازہ بھی اس کا پڑھا جائے گا جو حق پر ہوگا یعنی ان کے باطل گمان کے مطابق ’’اہلحدیث‘‘ ہوگا۔وہ کہتے ہیں حق کی شان یہ ہے کہ وہ امام ہوں حق امام ہے اس کو ہی امام رہنا چاہیے رسول اللہ ﷺ کا اس لیے کوئی امام نہیں بن سکتا

---

(۱) سیاحۃ الجنان بمناکحۃ اہل الایمان ص۴ بحوالہ الکلام المفید فی اثبات التقلید ص۲۱

(۲) رسائل بہاولپوری ص۵۹۱، ۶۲۲ بحوالہ الحدیث شمارہ ۲۹ ص۳۶

تھا حتی کہ آپ کے جنازہ میں بھی کوئی آپ کا امام نہیں بنا۔(۱)

اس سے ثابت ہوا کہ جنازہ اگر ان کے بقول غیر اہلحدیث کا ہوگا تو وہ امام بن جائے اور یہ چیز ان کے نزدیک بالکل باطل ہے لہذا جس طرح قادیانی اور مسعودی اپنے ماسواء کا جنازہ نہیں پڑھتے یہ غیر مقلدین بھی حیلوں بہانوں سے انکار کر جاتے ہیں۔

﴿۷﴾

۱: قادیانی قرآن وحدیث سے غلط استدلال کرتے ہیں۔

۲: مسعودی بھی قرآن وحدیث سے غلط استدلال کرتے ہیں۔

۳: غیر مقلدین بھی غلط استدلال کرنے میں ان سے دو قدم آگے ہیں مثال کے طور پر دیکھئے زبیر علی زئی مماتی اپنے ''الحدیث'' رسالے کے ص۳،۴ پر ایک حدیث لکھتا ہے کہ ابن عباس نے فرمایا لوگوں کو ہر جمعہ یعنی ہر ہفتے میں ایک دفعہ حدیث بیان کیا کر! اگر تو اسے نہیں مانتا تو دو دفعہ بیان کر...... پھر فقہ الحدیث کے نام پر ایک غلط استدلال کرتے ہوئے کہتا ہے: ''اگر کوئی شخص ٹیپ ریکارڈ پر تلاوت سن رہا ہے اور اب کسی ضرورت کی وجہ سے ٹیپ بند کرتا ہے اور تو جب آیت کریمہ مکمل ہو جائے تب ٹیپ بند کرے یعنی درمیان میں اسے کاٹ نہ دے۔(۲)

اب پوری حدیث پڑھ لیں اور زنبور صاحب کا غلط استدلال پڑھ لیں واضح ہوگا کہ زبیر صاحب گنتی بھول گئے ہیں دو کو ذکر کیا خود کو گننا بھول گئے۔

﴿۸﴾

۱: قادیانیوں کے نزدیک ان کے سلسلے سے خارج ہونے والا شخص مرتد ہے۔

۲: مسعودیوں کے نزدیک ان کے سلسلے سے خارج ہونے والا شخص مرتد ہے۔(۳)

۳: غیر مقلد ابو الشکور حصاروی لکھتا ہے: ''سچا فرقہ اور ناجیہ ''اہلحدیث'' ہے باقی سب **فی النار والسقر** ہے الخ......(۴)

مزید عبداللہ پاگل پوری لکھتا ہے: ''اہلحدیث حق غیر اہلحدیث باطل۔''(۵)

---

(۱) رسائل بہاولپوری ص۶۱۴ (۲) الحدیث ش ۹ ۷ص ۵
(۳) الحدیث ش۹ ۷ص ۲۵ (۴) سیاحۃ الجنان ص۳۳ (۵) رسائل بہاولپوری ص۶۱۴

جناب! آپ نے کون سا اپنے ماسوا کو مرتد جہنمی کہنے میں کوئی کسر چھوڑی ہے مگر افسوس کہ اس میراثی کو گنتی یاد نہیں رہتی۔

﴿۹﴾

۱: قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانی کی اقتداء میں حج ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

۲: مسعودیوں کے نزدیک غیر مسعودی کی اقتداء میں حج ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

۳: فرقہ اہلحدیث میں بھی غیر اہلحدیث باطل ہیں اور باطل کی اقتداء جائز نہیں ہے کسی بھی باطل کو امام نہیں بنایا جاسکتا۔(۱)

انہوں نے اپنے ماسواء کو باطل کہہ کر چاہے حنفی، شافعی ہوں یا مالکی یا حنبلی سب کی اقتداء کو ناجائز اور حرام کہا ہے مگر شاید ضمیر نام کی کوئی چیز اس کمپنی کے پاس ہوتی ہی نہیں کہ سعودیہ عرب میں حنبلی اماموں کے پیچھے ان کی نماز ہوجاتی ہے اور حج بھی۔ یہ تحقیق ہے یا ان کے ریالوں میں کشش زیادہ ہے؟؟

﴿۱۰﴾

۱: قادیانیوں کے نزدیک قرآن وحدیث کی وہی تشریح معتبر ہے جو مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء سے ثابت ہو۔

۲: مسعودیوں کے نزدیک قرآن وحدیث کی وہی تشریح معتبر ہے جو مسعود احمد BSC اور اس کے خلیفہ سے ثابت ہو۔

۳: غیر مقلدین کے نزدیک قرآن وحدیث کی وہی تشریح معتبر ہے جو کسی اہلحدیث غیر مقلد ہی کی ہو چاہے وہ غیر مقلد کوئی بوتل فروش جاہل ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً جب آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو پوچھا معاذ! کس چیز سے فیصلہ کرو گے اگر مسئلہ قرآن وسنت میں نہ ملے تو انہوں نے فرمایا میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اس بات پر حضور ﷺ بہت خوش ہوئے۔

اب اس حدیث مبارک سے پوری امت مسلمہ نے یہی استدلال کیا ہے کہ مجتہد اجتہاد کرے اور غیر مجتہد اس کی تقلید کرے گا۔ مگر یہ بات ریال اور قربانی کی کھال جمع کرنے والی کمپنی نہیں مانتی بلکہ وہ اس کی ایک اور تشریح کرتے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں ”افسوس ہے کہ اس حدیث کے معنی

---

(۱) ملخص از اہلحدیث کی نماز غیر اہلحدیث کے پیچھے ص ۶۱۴

سمجھنے کی کوشش نہیں کی جاتی کہ یہ حدیث محکمۂ قضاء (جج یا مجسٹریٹ) کے متعلق ہے اور بسا اوقات جج کا فیصلہ محکمہ اپیل میں جا کر ٹوٹ جاتا ہے۔''(۱)

یہ ہے جسے کہتے ہیں اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی مگر غیر مقلد اکثر یہی تشریح مانتے ہیں مگر اب بدھولوٹ کر گھر آرہے ہیں اور اجماع اجتہاد قیاس وغیرہ کو تسلیم کرنے لگے ہیں ہم تو کہتے ہیں۔اے عشق تیرا شکر یہ یہاں تک تو آ گئے۔

﴿۱۱﴾

۱: قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانیوں سے رشتے ناتے اور نکاح جائز نہیں ہے الا یہ کہ ان کی بیٹیوں کو اہل کتاب کے حکم میں لے کر مشرف بہ قادیانیت کر لیا جائے۔

۲: مسعودیوں کے نزدیک غیر مسعودیوں کے ساتھ رشتے ناتے جائز نہیں ہیں۔

۳: غیر مقلدین کے نزدیک بھی یہی مسئلہ ہے ابوالشکور عبدالقادر حصاروی کہتا ہے کہ:'' مقلدین موجودہ دس وجھوں سے گمراہ ہیں اور فرقہ ناجیہ سے خارج ہیں جن سے مناکحت شادی جائز نہیں ہے۔''(۲)

لطیفہ: مرزائیوں، مسعودیوں اور غیر مقلدین کی امت مسلمہ میں سے یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سے تو کسی سے مناکحت جائز نہیں مگر آپس میں ان کی رشتہ داریاں جائز ہیں بلکہ جھوٹا مدعی نبوت مرزا قادیانی اہلحدیث کا داماد ہے۔مثلاً دیکھیے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:'' والدہ صاحبہ نے روایت کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے محمد حسین بٹالوی سے اپنی دلی والی شادی کا ذکر کیا تو اس وقت بٹالوی صاحب کے پاس تمام اہلحدیث لڑکیوں کی فہرست رہتی تھی اور میر صاحب بھی اہلحدیث تھے...... ہمارا نکاح مولوی نذیر حسین نے پڑھا تھا ۲۷ محرم ۱۳۰۲ھ بروز پیر کی بات ہے اور مولوی نذیر حسین دھلوی کو ۵ روپے اور ایک مصلی نذر دیا تھا۔(۳)

اب سمجھ آیا خمیرہ پاپوش کے بغیر میراثی کو گنتی اور اپنی رشتہ داریاں یاد نہیں رہتی۔

﴿۱۲﴾

۱: اہلحدیث اہلسنت سے قادیانیوں کو سخت چڑ اور بغض ہے۔

---

(۱) ملخص از مسئلہ تقلید شخصی ثناء اللہ امرتسری رسائل ثنائی ص ۴۲۳

(۲) سیاحۃ الجنان بمناکحۃ اہل الایمان ص ۵ (۳) سیرت مہدی حصہ اول ص ۵۷ تا ۵۸

۲: اہلحدیث اہلسنت سے مسعودیوں کو سخت چڑ اور بغض ہے۔

۳: اور جناب کون سا اہل السنّت والجماعت کی محبت میں مٹے جارہے ہیں بلکہ آپ کا فرقہ اہل سنت کہلوانے کی بجائے صرف اہلحدیث ہی کہلوانا پسند کرتا ہے اور ائمہ اربعہ اور ان کے متبعین سے بغض میں مرزائی اور قادیانی حضرات سے بھی دو قدم آگے ہیں مثلاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کی شان وعظمت پر لکھی گئی کتب کا جناب نے کس طرح انکار کیا ہے الحدیث کے شمارہ نمبر ۸۷ ص ۴۰ پر کلید التحقیق کے نام پر زبیر علی زئی کی یاوہ گوئی دیکھی جائے کہ بغض امام اعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں ۸ صفحات ہذیان بکنے میں صرف کر دیے تو جناب آپ کیا قادیانیوں اور مسعودیوں سے پیچھے ہو۔ ائمہ مسلمین اور ان کے متبعین سے بغض کرتے ہیں؟؟؟

﴿۱۳﴾

۱: مرزا قادیانی نے اللہ پر بہتان باندھے ہیں۔

۲: مسعود احمد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ تو گوارا ہے کہ کوئی گھر میں بیٹھ کر بت کی پوجا کرے یا آگ کی یا کسی اور کی لیکن یہ گوارا نہیں کہ ملک اور معاشرے میں اس کا قانون نافذ نہ ہو۔(۱)

۳: جناب! آپ کے مولوی رئیس نے لکھا ہے: ''کتاب اللہ میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا ہے۔''(۲)

جناب زبیر صاحب! مہربانی کر کے قرآن پاک کی وہ آیت لکھ کر بھیج دیجیے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک کہا ہو یا پھر مان لیں کہ میں میراثی ہوں مجھے گنتی بھول گئی اور بلند آواز سے کہو۔ اے خمیرہ پاپوش! تیرا شکریہ مجھے انہوں سے ملا دیا۔

﴿۱۴﴾

۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قادیانیوں نے بہتان تراشے ہیں۔

۲: مسعودیوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان تراشے ہیں مثلاً **تلزم جماعة المسلمين وامامهم** سے فرقہ مسعودیہ اور اس کے کاغذی بے اختیار امیر مراد لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے۔

---

(۱) جماعت المسلمین کی دعوت اور تحریک اسلامی آئینہ میں ص ۲۶۸

(۲) تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق ص ۴۸۷

۳: جناب! ذرا اپنی بہتان تراشی بھی دیکھ لیجئے تمہارا اگروگھنٹال عبداللہ بہاولپوری حدیث "ما انا علیه و اصحابی" کی تشریح کرتے ہوئے کہتا ہے "سیدھا سادہ قرآن وحدیث پر عمل کرنے والا ہو اور اس معیار پر صرف اہلحدیث ہی پورا اترتے ہیں اور کوئی فرقہ اس معیار پر پورا نہیں اترتا۔" (۱)

جناب! کیا یہ رسول اللہ ﷺ پر صریح بہتان نہیں ہے؟

﴿۱۵﴾

۱: مرزا قادیانی نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین کی ہے۔

۲: مسعودیوں نے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین کی ہے۔

۳: اہلحدیث زبیر علی زئی اینڈ کمپنی کیسے پیچھے رہ سکتی ہے ان کو کرائے کا وکیل رئیس ندوی اپنی کتاب تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق ص ۸۷ پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے: "ان دونوں جلیل القدر صحابہ نصوص شرعیہ کے خلاف موقف مذکور اختیار کر لیا تھا اس لیے صرف ان دونوں صحابہ کو نصوص کے خلاف ورزی کا مرتکب قرار دیا جا سکتا ہے۔" (۲)

﴿۱۶﴾

۱: قادیانیوں کے نزدیک تمام صدقات اور زکوۃ ان کی پارٹی اور خود ساختہ خلیفہ کو ہی دینی چاہیے

۲: مسعودیوں کے نزدیک تمام صدقات اور زکوۃ ان کی پارٹی اور خود ساختہ امیر کو ہی دینی چاہیے

۳: غیر مقلدین کے ہاں چندہ اور زکوۃ وغیرہ اپنی ہی جماعت کو دینا ضروری تصور کیا جاتا ہے

﴿۱۷﴾

۱: قادیانیوں کے نزدیک محدثین کرام کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ وہ ان کی توہین کرتے ہیں۔

۲: مسعودیوں کے نزدیک محدثین کرام کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ وہ ان کی توہین کرتے ہیں۔

۳: مگر اپنا نام پھر بھول گیا جناب آپ ان کے بھی چیف ہیں اگر مسعود احمد امام ہیثمی کو مدلس کذاب کہہ کر توہین کر مرتکب ہوا ہے تو آنجناب کے رسالہ "الحدیث" کی کارگزاری بھی ہمارے سامنے ہے جس کا وطیرہ ہی محدثین کرام پر تبرا بازی ہے لیکن میں محدثین اور ان کی محنت سے نفرت کی ایک اور مثال دیتا ہوں شاید یہ آئینہ دیکھ کر جناب کو گنتی یاد آ جائے مشہور صحافی اختر کاشمیری اپنے سفرنامہ آتش کدہ

---

(۱) رسائل بہاولپوری ص ۶۱۷ (۲) تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق ص ۸۷

ایران ص ۱۰۹ پر لکھتے ہیں مولانا بشیر الرحمٰن مستحسن گوجرانوالہ کے اہلحدیث عالم ہیں ایران میں خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر آپ اتحاد چاہیے تو ان تمام روایات کو جلانا ہوگا جو ایک دوسرے کی دل آزاری کا سبب ہیں ہم بخاری شریف کو آگ میں ڈالتے ہیں آپ اصول کافی کو نذر آتش کریں آپ اپنی فقہ صاف کریں ہم اپنی فقہ (فقہ محمدی۔ از ناقل) صاف کردیں گے۔''(۱)

اب کچھ گنتی یاد ہوگئی ہے یا نہیں آپ کی کمپنی تو پوری ہوگئی ہے جوتے کھانے سے۔

﴿۱۸﴾

۱: قادیانیوں کی پشت پناہی انگریزوں نے کی۔

۲: فرقہ مسعودیہ نے اس حکومت سے اپنی جماعت المسلمین فارم کو رجسٹرڈ کروایا ہے جسے خود مسعودی حضرات بھی طاغوت سمجھتے ہیں۔

۳: جناب تیسرے شخص کو پھر بھول گئے جس نے اپنے مسلک اور نام کی رجسٹریشن انگریز سے کروائی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:''عام اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ اہل حدیث کو سرکاری دفتروں میں ''وہابی'' لکھنے کی ممانعت ہے ملاحظہ ہو چھٹی گورنر ہند بنام گورنمنٹ پنجاب مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۸۹ھ نمبر ۱۷۵۸ھ۔''(۲)

جناب! ۱۸۸۹ء میں ہندوستان میں کن کی حکومت تھی جن سے نام الاٹ کروانے جارہے ہیں اگر اس خمیرہ پاپوش سے ہاضمہ درست نہ ہو تو متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی شہرہ آفاق کتاب ''فرقہ اہلحدیث پاک وہند کا تحقیقی جائزہ''ص ۸۵ تا ۱۰۱ کا مطالعہ فرمالیں سمجھ آجائے گی کہ یہ تینوں ایک ہیں مگر گنتی کرتے وقت گننے والے اپنا آپ بھول جاتا ہے۔

﴿۱۹﴾

۱: قادیانیوں کے نزدیک اصول حدیث اور اصول محدثین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۲: مسعودیوں کے نزدیک اصول حدیث اور اصول محدثین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۳: غیر مقلدین چونکہ امتی کی بات اور رائے کو ماننا قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے دائیں بائیں جھانکنا، مسلمان کی شان نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا خدا کے عذابوں کو مول لینا، اور اپنی

---

(۱) آتش کدہ ایران ص ۱۰۹ افرقہ اہلحدیث کا تحقیقی جائزہ ۱۵۲ (۲) رسائل ثنائی ص ۱۰۰

جان کو ذلت میں ڈالنا ہے۔ (طریق محمدی ۱۲)

تو جناب! قرآن وحدیث میں تو اصول حدیث اور اصول محدثین بیان نہیں کیے گئے تو آپ کے مسلک میں ان کی طرف جھانکنا بھی ہلاکت ہے لیکن اگر اصول محدثین کو ماننے سے آپ ہلاکت اور ذلت میں نہیں پڑتے تو اصول فقہاء اور فقہاء کرام کی بات ماننے سے ہمیں کیوں مورد الزام ٹھہراتے ہو اگر چہ زبیر علی زئی اینڈ کمپنی اصول حدیث کو بے دریغ غلط استعمال کرنا شروع کر دیا ہے مگر اس سے ان کا مقصد صرف امت کے عمل میں جو احادیث ہیں ان پر جرح کرنا اور ان کے نظریاتی مخالفین کے دلائل کو حیلوں بہانوں سے کمزور کرنا ہے ورنہ درحقیقت یہ بھی اصول حدیث اور اصول محدثین کا مذاق اڑانے میں اپنے مندرجہ بالا دو بھائیوں سے پیچھے نہیں ہیں۔

﴿۲۰﴾

۱: قادیانیوں میں شدید تنظیم پرستی ہے۔

۲: مسعودیوں میں بھی شدید تنظیم پرستی ہے۔

۳: تو جناب فرقہ اہلحدیث کی تنظیم پرستی کون سی ڈھکی چھپی بات ہے جبکہ تمہارے عبد القادر حصاروی نے یہاں تک لکھا ہے کہ ”مناکحت تک فرقہ ناجیہ اہلحدیث (بقول ان کے) کی آپس میں ہونی چاہیے اہل بدعت سے نہ ہو۔ کہ مخالطت لازم نہ آئے۔“

جناب زبیر صاحب! آپ کی زنبوری تحریر کا میں نے بحوالہ جواب دیا ہے کہ آپ بھی اس گروہ کے فرد ہیں البتہ اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں یہ مثالیں میں نے بھی مشتے نمونہ از خروارے پیش کی ہیں تاکہ عامۃ المسلمین ان فرق ہائے ضالہ قادیانیہ، مسعودیہ اور غیر مقلدیہ سے دور رہیں۔

ہدیہ دینے سے محبت بڑھتی ہے آئندہ شمارے میں زبیر علی زئی کی خدمت میں مزید کچھ ہدایا پیش کروں گا۔ تب تک اس گنتی پر اکتفاء کریں۔ خمیرہ پاپوش خوب موافق آیا ہو گا جناب کو؟؟؟

تین سوال

روضہ الریاحین میں ہے عبداللہ بن مبارک سے کسی نے پوچھا انسان کون ہیں؟ فرمایا علم والے۔ سوال ہوا بادشاہ کون ہیں؟ فرمایا زاہد۔ یعنی جو لوگ دنیا سے بے رغبتی کرتے ہیں، پھر پوچھا گیا کمینے اور نکمے کون ہیں؟ جواب دیا وہ جو دین داری کو دکانداری بناتے اور دین بیچ کر اپنا پیٹ پالتے ہیں۔

اقرار باللسان وتکذیب بالقلم

پیر جی مشتاق شاہ، گوجرانوالہ

غیر مقلدین اور اہل السنّت والجماعت کے درمیان جن مسائل میں اختلاف ہے ان میں ایک مسئلہ عام جرابوں پر مسح کرنے کا بھی ہے۔ غیر مقلدین کہتے ہیں: ’’ہر قسم کی جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔‘‘ جب کہ اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ: ’’عام جرابوں پر مسح کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔‘‘ غیر مقلدین اس مسئلہ میں جتنی بھی روایات پیش کرتے ہیں خود غیر مقلدین کے علماء نے ان تمام روایات کو ضعیف کہا ہے۔ جب کہ اہل السنّت والجماعت کے نزدیک موزوں پر مسح کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور موزوں پر قیاس کرتے ہوئے ایسی جرابوں پر مسح کرنے کی اجازت دیتے ہیں جو موزوں کے حکم میں کسی طرح آتی ہوں اہل السنّت اس مسئلہ میں قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں

’’یا ایھا الذین اٰمنوا اذا قمتم الیٰ الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الیٰ المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین.‘‘(۱)

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! جب تم ارادہ کرو نماز کا تو دھوؤ اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور سروں کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھوؤ۔‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضو کرتے وقت پاؤں دھونے کا حکم دیا ہے اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے وضو میں کہ اگر پاؤں خشک رہ جائیں تو وعید سنائی ہے۔ قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ اور وضو کے بارے میں وارد احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب موزے نہ پہنے ہوئے ہوں تو پاؤں کو دھویا جائے گا۔ لیکن جب موزے پہنے ہوئے ہوں تو احادیث مبارکہ کی روشنی میں موزوں پر مسح جائز ہوگا اس لیے اہل السنّت کے نزدیک موزوں پر مسح جائز ہے اور ایسی جرابوں پر جن کے دونوں طرف چمڑا چڑھا ہوا ہو جن کو ’’مُجلَّد‘‘ کہتے ہیں یا صرف نچلے حصہ میں چمڑا لگا ہوا ہو جن کو ’’مُنعَّل‘‘ کہتے ہیں تو موزوں پر قیاس کرتے ہوئے مسح جائز ہے۔ لیکن ایسی جرابیں جو نہ ’’مجلد‘‘ ہوں اور نہ ہی ’’منعل‘‘، تو ان پر مسح جائز نہیں ہے۔ غیر مقلدین جو ہر قسم کی جرابوں پر مسح کرنے کو جائز سمجھتے ہیں لیکن اس بارے میں ان کے پاس

(۱) پ:۶، المائدۃ:۶

کوئی دلیل نہیں۔ وہ نہ تو کوئی قرآن کی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی صحیح حدیث۔ جتنی روایات وہ پیش کرتے ہیں وہ تمام ضعیف ہیں۔ بلکہ خود ان کے علماء نے ان روایات کو ضعیف کہا ہے ہم نے اس مضمون میں مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری، مولانا محمد یونس دہلوی، مولانا شرف الدین دہلوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، علامہ وحید الزمان کے حوالہ جات پیش کیے ہیں۔

محترم قارئین! کرام ہم یہاں پر غیر مقلدین کے دلائل نقل کر کے ان کے جوابات جو مولانا عبدالرحمان مبارکپوری غیر مقلد نے ''تحفۃ الاحوذی'' میں دیے ہیں وہ نقل کرتے ہیں ہم نے مولانا کی عربی عبارات نقل کر کے اس کا ترجمہ کیا ہے اپنی طرف سے کوئی بات ذکر نہیں کی۔ اب آپ نمبر وار جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل نمبر ا:

حدثنا عثمان ابن ابی شیبة عن وکیع عن سفیان عن ابی قیس الاودی هو عبدالرحمٰن بن سروان عن هزیل بن شرجیل عن المغیرة بن شعبة ان رسول الله ﷺ توضأومسح علی الجوربین والنعلین.

قال ابوداؤد: کان عبدالرحمن بن مهدی لایحدث بهذا الحدیث لان المعروف عن المغیرة ان النبی ﷺ مسح علی الخفین وروی هذا ایضا عن ابی موسی الاشعری عن النبی ﷺ انه مسح علی الجوربین ولیس بالمتصل ولا بالقوی. (۱)

ترجمہ: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'' کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔'' امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی اس حدیث کو بیان نہیں کرتے تھے اس لیے کہ یہ منکر ہے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مشہور یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جرابوں پر نے مسح کیا۔ مگر اسناد اس کی متصل نہیں ہے نہ قوی ہے۔''(۲)

جواب: مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

اعلم ان الترمذی حسّن حدیث الباب وصحّحه ولکن کثیرا من ائمة

---

(۱) ابوداؤد ج ا ص ۲۴ (۲) ابوداؤد مترجم ج ا ص ۹۳

الحدیث ضعّفوہ . قال النسائی فی سننہ الکبری : لا نعلم احد ا تابع ابا قیس علی ھذہ الروایۃ والصحیح عن المغیرہ انہ علیہ السلام مسح علی الخفین وقال ابوداؤد فی سننہ : کان عبدالرحمن بن مھدی لایحدث بھذا الحدیث انتھی. لان المعروف عن المغیرۃ ان النبی ﷺ مسح علی الخفین. قال وروی ابوموسی الاشعری ایضاً عن النبی ﷺ انہ مسح علی الجوربین ولیس بالمتصل ولابالقوی.(۱)

ترجمہ: جان لو! ترمذی نے حدیث باب کو حسن اور صحیح کہا ہے لیکن بہت سارے ائمہ حدیث نے ضعیف کہا ہے۔ امامِ نسائی نے سنن الکبری میں فرمایا کہ ”ہم اس روایت پر ابوقیس کا کوئی متابع نہیں جانتے اور صحیح حضرت مغیرہ سے یہ روایت ہے کہ نبی ﷺ نے موزوں پر مسح کیا۔“ امام ابوداوٗد نے اپنی سنن میں فرمایا: ”عبدالرحمٰن بن مہدی اس حدیث کو بیان نہیں کرتے تھے کیونکہ مشہور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ نبی ﷺ نے موزوں پر مسح کیا اور فرمایا کہ حضرت ابوموسی اشعری بھی حضور سے روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے جرابوں پر مسح کیا لیکن وہ نہ متصل ہے اور نہ قوی ہے۔“

مولانا مبارک پوری غیر مقلد مزید لکھتے ہیں:

وذکر البیھقی حدیث المغیرۃ ھذا وقال انہ حدیث منکر ضعّفہ سفیان الثوری وعبدالرحمن بن مھدی واحمدبن حنبل ویحیٰ بن معین وعلی بن المدینی ومسلم بن الحجاج والمعروف عن المغیرۃ حدیث المسح علی الخفین.(۲)

ترجمہ: امام بیہقی نے یہ حدیث مغیرہ نقل کر کے فرمایا یہ حدیث منکر ہے۔ سفیان ثوری عبدالرحمٰن بن مہدی، احمد بن حنبل، یحیی بن معین، علی بن المدینی اور مسلم بن الحجاج نے اس کو ضعیف کہا ہے اور مشہور مغیرہ سے مروی موزوں پر مسح کی حدیث ہے۔

غیر مقلد مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری؛ امام نووی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال النووی کل واحد من ھوؔلاء لوانفرد قدم علی الترمذی مع ان الجرح مقدم علی التعدیل قال واتفق الحفاظ علی تضعیفہ ولایقبل قولہ الترمذی انہ حسن صحیح. انتھی.(۳)

---

(۱) تحفۃ الاحوذی ج۱ص۱۰۰ (۲) تحفۃ الاحوذی ج۱ص۱۰۱ (۳) تحفۃ الاحوذی ج۱ص۱۰۱

ترجمہ: امام نووی نے فرمایا: ''ان میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ امام ترمذی پر مقدم ہے باوجود اس کے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے، فرمایا تمام حفاظ اس حدیث کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں اور ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ''یہ حسن اور صحیح ہے'' قبول نہیں کیا جائے گا۔ انتہیٰ

دلیل نمبر۲:

حدثنا محمد بن یحیٰ ثنا معلیٰ بن منصور و بشر بن اٰدم قالا ثنا عیسی بن یونس عن عیسی بن سنان عن الضحاک بن عبدالرحمن بن عازب عن ابی موسی الاشعری ان رسول اللہ ﷺ توضا ومسح علی الجوربین والنعلین .(۱)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور مسح کیا جرابوں اور چپلوں پر(۲) ہم نے حدیث کا ترجمہ وحیدالزمان غیر مقلد کا درج کیا ہے۔

جواب نمبر۱: علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں: ''اور کہا ہے ابوداؤد نے اور مروی ہوئی ہے حدیث جوربین کے مسح کی ابوموسیٰ اشعری سے اور اس کی سند متصل نہیں ہے اور نہ وہ روایت قوی ہے اور ابوداؤد نے کہا کہ جو متصل نہیں ہے اس وجہ سے کہ روایت کی اس کی ضحاک بن عبدالرحمٰن نے ابی موسیٰ سے اور بیہقی نے کہا ہے کہ ضحاک کو ابی موسیٰ سے سماع نہیں ہے۔(یعنی بیچ میں سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہے اور ابوداؤد نے جو کہا کہ وہ قوی نہیں اس وجہ سے اس کی سند میں عیسیٰ بن سنان ہے اور وہ ضعیف ہے کہ اس سے دلیل نہیں پکڑی جاتی اور یحیٰ بن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔''(۳)

جواب نمبر۲: مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

ان ابادائود حکم علی ھذاالحدیث بانه لیس بالمتصل ولابالقوی وقال البیھقی بعد روایة الحدیث له علتان ؛ احدھما ان الضحاک بن عبدالرحمٰن لم یثبت سماعه عن ابی موسی ولثانیة ان عیسٰی بن سنان ضعیف.

ترجمہ: ''امام ابوداؤد نے اس پر یہ حکم لگایا ہے کہ یہ متصل نہیں ہے اور نہ یہ قوی ہے۔ امام بیہقی نے حدیث روایت کرنے کے بعد فرمایا اس میں دو خرابیاں ہیں ایک یہ کہ ضحاک بن عبدالرحمٰن کا سماع ابوموسیٰ

---

(۱) ابن ماجہ ۴۱ (۲) ابن ماجہ مترجم ج ۱ ص ۲۴۹ (۳) ابن ماجہ مترجم ج ۱ ص ۲۴۹

سے ثابت نہیں ہے۔ دوسری یہ ہے کہ عیسی بن سنان ضعیف ہے۔'' نیز غیر مقلد مولانا مبارک پوری؛ عیسی بن سنان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

قال الحافظ فی تهذیب التهذیب فی ترجمته ،قال الاثرم قلت لابی عبدالله ابوسنان عیسی بن سنان فضعیفه قال یعقوب بن شیبة عن ابی معین لین الحدیث وقال جماعة عن ابی معین ضعیف الحدیث وقال ابوزرعه مخلط ، ضعیف الحدیث وقال ابوحاتم لیس بقوی فی الحدیث وقال العجلی لاباس به وقال النسائی ضعیف وقال ابن خراش صدوق وقال مرة فی حدیثه نکره وذکره ابن حبان فی الثقات وقال الکنانی عن ابی حازم یکتب حدیثه ولایحتج به۔(۱)

ترجمہ: حافظ نے تہذیب التہذیب میں اس کے ترجمہ میں کہا کہ ''اثرم نے کہا میں نے ابوعبداللہ سے کہا ابوسنان عیسی بن سنان تو انہوں نے ''ضعیف'' کہا۔ یعقوب بن شیبہ نے ابن معین سے روایت کی کہ ''لین الحدیث'' ہے ایک جماعت ابن معین سے نقل کرتی ہے کہ ''ضعیف الحدیث'' ہے ابوزرعہ کہتے ہیں ''مخلوط'' اور ''ضعیف الحدیث'' ہے ابوحاتم نے کہا حدیث میں ''قوی نہیں'' نسائی نے کہا ''ضعیف'' ہے ابن خراش نے کہا صدوق اور کبھی کہتا ہے کہ اس کی حدیث میں ''نکارت'' ہے ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے کنانی ابی حازم سے نقل کرتے ہیں اس کی حدیث لکھی جائے گی لیکن احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

دلیل نمبر۳:

عن کعب بن عجرة عن بلال قال ؛ کان رسول الله ﷺ یمسح علی الخفین والجوربین .(۲)

ترجمہ: حضرت بلال فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ موزوں اور جرابوں پر مسح کرتے تھے۔

جواب: مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

واما حدیث بلال فهو ایضاً ضعیف .(۳)

---

(۱) تحفۃ الاحوذی ج۱ص۱۰۱

(۲) رواہ الطبرانی بحوالہ تحفۃ الاحوذی ج۱ص۱۰۱ (۳) تحفۃ الاحوذی ج۱ص۱۰۱

ترجمہ: الغرض حدیث بلال پس وہ بھی ضعیف ہے۔

دلیل نمبر۴: **حدثنا احمد بن محمد بن حنبل قال حدثنا یحی بن سعید عن ثور عن راشد بن سعد عن ثوبان قال بعث رسول الله سرية فاصابهم البرد فلما قدموا على رسول الله وامرهم ان یمسحوعلى العصائب والتساخين.(۱)**

ترجمہ: ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا ان کو سردی ہوگئی جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو حکم کیا مسح کرنے کا عماموں اور موزوں پر۔(۲)

جواب: علامہ وحید الزمان نے ''تساخین'' کا معنی موزے کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حدیث ثوبان کا جرابوں کے مسح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد نے اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے۔

قلت هذا الحديث لايصلح الاستدلال فانه منقطع فان راشد بن سعد لم يسمع من ثوبان قال الحافظ بن ابی حاتم فی كتاب المراسيل ص ۲۲ انبا عبدالله بن احمد بن حنبل فيما كتب الى قال قال احمد يعنى ابن حنبل راشد بن سعد لم يسمع من ثوبان. انتهى. وقال الحافظ ابن حجر فى تهذيب التهذيب قال ابو حاتم والحربى لم يسمع من ثوبان وقال الخلال عن احمد لا ينبغى ان يكون سمع منه. انتهى.

ترجمہ: میں کہتا ہوں یہ روایت استدلال کی صلاحیت نہیں رکھتی یہ ''منقطع'' ہے۔ کیونکہ راشد بن سعد نے ثوبان سے سماع نہیں کیا۔ حافظ ابن ابی حاتم نے کتاب المراسل ص۲۲ میں کہا عبداللہ بن احمد بن حنبل نے خبر دی اس خط میں جو میری طرف لکھا کہ احمد بن حنبل نے کہا کہ راشد بن سعد نے ثوبان سے سماع نہیں کیا حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں فرمایا کہ ابوحاتم اور حربی نے کہا کہ اس نے ثوبان سے سماع نہیں کیا۔ خلال نے احمد سے روایت کیا کہ نہیں ہے مناسب کہ اس نے سماع کیا (ثوبان رضی اللہ عنہ سے)

ناظرین کرام: یہاں تک ہم نے صرف مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد کی تحریرات پیش کی ہیں مولانا کے جوابات سے یہ بات واضح ہے کہ جرابوں پر مسح کرنے کی کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔ اب

---

(۱) ابوداؤد ص۲۱ (۲) ابوداؤد مترجم ج۱ ص۸۸

ہم غیر مقلدین کے شیخ الحدیث مولانا محمد یونس دہلوی کا حوالہ نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں جرابوں پر مسح کرنا درست ہے جب کہ غف بنی ہوئی ہوں معموتی اور پتلی جرابوں پر مسح کرنا ناجائز ہے مسح جراب کی اکثر حدیثیں ضعیف ہے۔ امام ابوداؤد نے اپنی کتاب میں ضعیف کہا ہے۔(۱)

مولانا ابوسعید شرف الدین غیر مقلد کا فتویٰ:

مولانا ثناءاللہ امرتسری غیر مقلد سے کسی نے درج ذیل سوال کیا۔

سوال: اگر کسی شخص نے پائتابوں کے پہننے کے آگے وضو کرلیا اور بعد وضو پائتابہ پہنا اس کے بعد اس کو پھر وضو کی ضرورت ہو تو پائتابوں پر وضو کرلینا ضروری ہے؟ اگر پائتابوں پر سوراخ ہوں تو ایسے پائتابوں پر مسح کافی ہوگا؟

جواب: پائتابہ (جراب) پر مسح کرنا آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے (ترمذی) شیخ ابن تیمیہ نے فتاوی میں مفصل لکھا ہے ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۰ (مولانا ثناء اللہ امرتسری کے اس فتوی پر مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی کا اعتراض اور انہوں نے اسے غلط قرار دیا ہے) چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

مولانا ثناءاللہ امرتسری کے فتوی پر مولانا ابوسعید شرف الدین کی گرفت

جرابوں پر مسح کرنے کا مسئلہ معرکۃ الآراء ہے۔ مولانا نے جولکھا ہے یہ بعض ائمہ امام شافعی وغیرہ کا مسلک ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بھی یہی مسلک ہے مگر یہ مسلک صحیح نہیں۔ اس لیے کہ دلیل صحیح نہیں ہے۔ استدلال حدیث جامع الترمذی سے کیا جاتا ہے، جو یہ ہے:

عن المغيرة بن شعبة قال توضأ النبی ﷺ ومسح على الجوربين والنعلين قال ابوعيسى هذا حديث حسن صحيح انتهى واخرجه ايضا ابودائود وابن ماجة واحمد وغيره وابن حسن وصححه الترمذی لكنه ضعف المحدث الكبير عبدالرحمن بن مهدى وابودائود وشيخ البخارى على بن المدينى وغيرهم وقال الرواية عن المغيرة المسح على الخفين لاالجوربين وفى الباب عن ابى موسى وغيره ولا يثبت شیء منها كما فى المطولات.

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کہ حضور اقدس ﷺ نے وضو فرمایا اور جرابوں اور

---

(۱) دستور المتقی فی احکام النبی ص ۷۸ مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور

جوتوں پر مسح کیا۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے انتہی۔'' یہ حدیث امام ابوداؤد، ابن ماجہ اور احمد وغیرہ نے بھی تخریج کی ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا لیکن محدث کبیر عبدالرحمٰن مہدی، ابوداؤد امام بخاری کے شیخ امام علی بن المدینی وغیرہ نے ''ضعیف'' کہا ہے اور انہوں نے کہا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کی روایت مروی ہے نہ کہ جرابوں پر اور اس بات پر حضرت ابوموسی سے بھی روایت ہے اور اس سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مطولات (لمبی کتابوں) میں موجود ہے

نوٹ: ناظرین کی سہولت کے لیے ہم نے مولوی شرف الدین دہلوی غیر مقلد کی عربی عبارت کا ترجمہ بھی کر دیا ہے۔ آگے لکھتے ہیں۔ نیز یہ کہ حدیث مذکورہ بلفظ **مسح علی الجوربین والنعلین** ہے اور ''واؤ'' بمعنی ''مع'' ہے۔ یعنی ''جوربین'' کے ساتھ ''نعلین'' پر دونوں پر مسح کیا۔ نہ کہ صرف ''جوربین'' پر لہذا صرف ''جوربین'' پر مسح کا استدلال اس حدیث سے ثابت نہ ہوا اور نہ صرف ''نعلین'' پر بھی مسح کرنا لازم ہوگا **واللازم باطل فالملزوم مثلہ** (لازم باطل ہوا تو ملزوم بھی ایسے ہی ہے۔ مرتب) نیز ''نیل الاوطار'' میں بحوالہ ''قاموس'' وغیرہ ''جورب'' کا معنی ''خف'' کبیر لکھا ہے اور ''خف'' چرمی ہوتا ہے اور اگر ''جورب'' سوتی، اونی بھی تسلیم کیا جائے کہ ہوتی تھی یا ہوتی ہے تو پھر اس چیز کا ثبوت ہونا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جورب پر مسح کیا تھا وہ کس قسم کی تھی **ولم یثبت تعیینہ و اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال.**

ترجمہ: (اور اس کی تعیین ثابت نہیں اور جب احتمال آ گیا تو استدلال باطل ہوگا۔ مرتب) ہاں چند صحابہ سے مسح علی الجوربین ثابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسا نہیں کہ اس میں اجتہاد کو دخل نہ ہوتا۔ حکماً حدیث مرفوع ثابت ہو اس میں اجتہاد کو بھی دخل ہے اور علت منصوصہ نہیں جس سے استدلال صحیح ثابت ہو۔ پھر صحابہ سے علت بھی منقول نہیں کہ کیا ہے نہ ہی روایت صاحبِ وحی سے نیز پھر یہ بھی ثابت نہیں کہ صحابہ نے صرف جوربین پر مسح کیا یا **مع النعلین** پر بلکہ بعض صحابہ سے جوربین کے ساتھ ہی نعلین پر ثابت ہے جیسے علی رضی اللہ عنہ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے جورب کے تعیین بھی ثابت نہیں کہ کس قسم کی تھیں چرمی یا غیر چرمی۔ پھر یہ مسئلہ نہ قرآن سے ثابت ہوا نہ حدیث مرفوع صحیح سے نہ اجماع نہ قیاس صحیح سے، نہ چند صحابہ کے فعل اور اس کے دلائل سے اور غَسلِ رِجلَین نص قرآنی سے ثابت ہے لہذا خف چرمی (جس پر مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے) کے سوا ''جورب'' پر مسح ثابت نہیں ہوا۔

ہذا واللہ اعلم (ابوسعید شرف الدین دہلوی)

عذابِ قبر کی صحیح صورت کی تفہیم

مولانا نور محمد تونسوی

علماء کرام نے کتاب وسنت اجماع امت کی روشنی میں عذاب قبر کی جو صحیح صورت بتائی ہے وہ یہ ہے کہ عالم قبر و برزخ اور جسم دنیوی کے مابین ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے جس کی کیفیت وحقیقت اللہ ہی جانتے ہیں اور اسی خاص قسم کے تعلق کی وجہ سے مردہ انسان قبر کی جزا و سزا کو محسوس کرتا ہے اگر چہ دنیا والا جسد اپنی اصلی حالت پر قائم رہے یا کسی دوسری شکل میں مستحیل ہو جائے۔ بہر حال! وہ روح کے ساتھ ساتھ قبر کی کارروائی کا ادراک کرتا ہے وماذالک علی اللہ بعزیز.

لیکن عقیدہ عذاب قبر پر دشمنان اسلام نے بہت سے شبہات واشکالات وارد کیے ہیں مثلاً اگر قبر میں عذاب ہوتا ہے تو نظر کیوں نہیں آتا؟ ہندو اپنے مُردوں کو جلا دیتے ہیں تو خاک وراکھ کو عذاب کیسے ہوگا؟ جسے پرندے درندے کھا گئے تو انہیں جانوروں کے پیٹ میں عذاب کیونکر ہوگا؟ اور کہتے ہیں فرعون کی نعش مصر کے عجائب گھر میں رکھی ہے اور اسے عذاب نہیں ہو رہا وغیرہ وغیرہ اور ہمارے علمائے اسلام نے دشمنانِ اسلام کے ان تمام شبہات اور وساوس کے کافی، وافی، شافی اور دندان شکن جوابات دیے ہیں جنہیں عقائد کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے ہمارے اکابر میں سے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اپنی تصنیفات ''احیاء العلوم، حجۃ اللہ البالغۃ، معارف الحدیث اور احکام القرآن'' میں عذابِ قبر کی صحیح صورت کی تفہیم کے لیے اور اسے اقرب الی الاذھان کرنے کے لیے تین مقامات بیان فرمائے ہیں جن سے عقیدۂ عذابِ قبر پر ایمان رکھنا سہل اور آسان ہو جاتا ہے اب یہ تینوں مقامات بالترتیب آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔

المقام الاول: آپ تصدیق کریں قبر میں عذاب ہو رہا ہے اور میت کو سانپ بچھو ڈس رہے ہیں لیکن آپ کی آنکھ ان حالات کا مشاہدہ نہیں کر سکتی کیونکہ یہ امور عالم ملکوتیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور امور ملکوتیہ آخرت سے متعلق ہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت جبرائیل کے نزول پر ایمان رکھتے تھے حالانکہ وہ اسے دیکھتے نہیں تھے لیکن ان کا ایمان تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مشاہدہ فرما رہے ہیں

اگراس پر تیرا ایمان نہیں تو فرشتوں اور وحی پر ایمان تیرے لیے زیادہ اہم ہے اور اگر تو فرشتوں اور نزول وحی پر ایمان رکھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایسے امور کا مشاہدہ فرماتے ہیں جس کا امت مشاہدہ نہیں کر سکتی تو کس طرح تو میت میں ان امور کو جائز نہیں رکھتا اور حقیقت یہ ہے کہ جس طرح فرشتے اس عالم کے آدمیوں اور حیوانات کے مشابہ نہیں ہیں اسی طرح قبر میں میت کو ڈسنے والے سانپ اور بچھو اس عالم کے سانپ اور بچھو کی جنس سے نہیں ہیں بلکہ یہ دوسری جنس ہے اور دوسری جنس سے اسے معلوم کیا جا سکتا ہے تو جس طرح فرشتے موجود ہیں اور نظر نہیں آتے اسی طرح قبر میں مردہ انسان کے ساتھ سب کچھ ہوتا ہے اور نظر نہیں آتا۔

المقام الثانی: آپ خواب دیکھنے والے کے معاملے کو مدنظر رکھیں وہ شخص خواب میں سانپ کو دیکھتا ہے کہ وہ اسے ڈس رہا ہے اور وہ اس سے تکلیف محسوس کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات چیخ مارتا ہے درد اور خوف کی وجہ سے اس کی پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے اور کبھی تڑپتا ہے حتی کہ اپنی جگہ سے ہٹ جاتا ہے اور وہ اپنی نیند میں اس کارروائی کو خود بخود محسوس کرتا ہے اور وہ جاگنے والے کی طرح اس سے تکلیف بھی اٹھا رہا ہے اور وہ عالم خواب کی کارروائی کا مشاہدہ کر رہا ہے حالانکہ آپ اس کی ظاہری حالت کو پر سکون پاتے ہیں اور آپ اس کے اردگرد سانپ بچھو وغیرہ کو بھی نہیں دیکھ رہے اور یہ امور اس کے حق میں موجود ہیں عذاب اسے حاصل ہے لیکن تیرے حق میں غیر مشاہد ہے۔ تو پس جس طرح عالم خواب کی کارروائی باوجود غیر مشاہدہ ہونے کے ایسی نہیں کہ اس کا انکار کیا جائے اس طرح عالم قبر و برزخ کی کارروائی کا باوجود غیر مشاہد ہونے کے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

المقام الثالث: سانپ اور بچھو وغیرہ خود بخود درد و تکلیف دینے والے نہیں ہیں بلکہ تکلیف تو ان کی زہر سے حاصل ہوتی ہے درحقیقت زہر بھی مؤلم نہیں ہے بکہ مؤلم تو وہ عذاب ہے جو زہر کے اثر سے پیدا ہوتا ہے تو ثابت ہوا کہ اصل مقصد عذاب دینا ہے سانپ بچھو وغیرہ تو اس کے اسباب ہیں۔ پس یہ بات عین ممکن ہے کہ ظاہر میں سانپ بچھو وغیرہ نظر نہ آئیں اور جسم میں وہ عذاب و تکلیف پیدا ہو جائے جو سانپ بچھو کی زہر سے پیدا ہوتا ہے لیکن جب بھی اس تکلیف کو بیان کیا جائے گا تو اسے اپنے اسباب کی طرف منسوب کیا جائے گا مثلاً ایک آدمی کے جسم میں شدید قسم کی جلن پیدا ہو گئی ایسی جلن جو آگ لگنے سے

محسوس ہوتی ہے اب یہ شخص جب بھی اپنی تکلیف کو بیان کرے گا تو یوں کہے گا کہ میں آگ میں جل رہا ہوں حالانکہ وہاں آگ مشاہدہ میں نہیں ہے جیسے کسی شخص کے اندر بغیر صورت جماع کے وہ لذت محسوس ہونے لگے جو جماع کی صورت میں ہوتی ہے تو یہ شخص جب بھی اس لذت کو بیان کرے گا تو اسے اس کے سبب کی طرف منسوب کرے گا تو اسی طرح قبر میں مردہ انسان کو سانپ بچھو کے ڈسنے کی تکلیف محسوس ہوتی ہے اگر چہ سانپ بچھو وغیرہ ہمارے مشاہدے میں نہیں ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغۃ ج ا ص ۱۴)

قارئین کرام: ہمارے اکابر علمائے اسلام نے عذاب قبر کی صحیح صورت سمجھانے کے لیے اور اقرب الی الاذہان کرنے کے لیے یہ تین مقامات بیان فرمائے ہیں جن سے دین اسلام کا یہ عقیدہ روز روشن کی طرح کُھل کر سامنے آجاتا ہے کہ اسی ارضی قبر میں مردہ انسان کی طرف بوقت سوال اعادہ روح ہوتا ہے اور بوقت جزاو سزا روح کا تعلق اس جسد سے رہتا ہے جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اسی نوع من الحیات کی وجہ سے مردہ انسان رنج وراحت اور دکھ سکھ کو محسوس کرتا ہے ہے اور علمائے اسلام کی بیان کردہ تفہیمات سے تمام عقلی شبہات ووساوس کافور ہو جاتے ہیں اور عذاب قبر کی عقیدہ اپنی صحیح صورت میں ایمان داروں کے قلوب میں راسخ ہو جاتا ہے۔

علم کی خاطر

فن حدیث کے عالی مرتبت امام ابوحاتم رازی اپنا قصہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں زمانہ طالب علمی میں چودہ برس بصرہ میں رہا، ایک مرتبہ تنگ دستی کی یہ نوبت پہنچی کہ کپڑے تک بیچ کھائے جب کپڑے بھی نہ رہے تو دو دن بھوکا رہا۔ آخر ایک رفیق سے اظہار حال کیا خوش قسمتی سے اس کے پاس ایک اشرفی تھی، نصف اس نے مجھ کو دے دی، امام ابن جریر طبری نے تنگی خرچ کے سبب سے اپنے کرتے کی دونوں آستینیں بیچ کر کھالی تھی۔ ابن ابی داؤد جب کوفہ طلب علم کرنے گئے تو صرف ایک درھم پاس تھا۔ اس سے باقلا خریدا، باقلا کھاتے اور علم طلب کرتے رہے۔ شیخ الاسلام ابوالعلاء ہمدانی کو بغداد میں کسی نے اس حال میں دیکھا کہ رات کو مسجد کے چراغ کی روشنی میں جو بلندی پر تھا کھڑے کھڑے لکھ رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ اگران کو روغن خریدنے کی قدرت ہوتی تو یہ تکلیف وصعوبت کیوں گوارا کرتے۔

حکیم ابونصر فارابی جس کی ایک عالم میں شہرت ہے ان کی نسبت بہت کم لوگ جانتے ہوں گے کہ وہ عہد طالب علمی میں تہی دستی کی بدولت چراغ کا تیل خریدنے سے بھی معذور تھا، تاہم ان کا شوق بیکار رہنے والا نہ تھا۔ رات کو پاسبانوں کی قندیلوں سے کام لیتا اوران کی روشنی میں کتاب کا مطالعہ کیا کرتا۔ اسی تنگ حالی میں وہ علمی ترقی کی کہ سارے جہاں میں اپنا نام روشن کر دیا۔ (انتخاب، رانا رضوان ڈیزائنر)

مسئلہ توسل کا ثبوت

حفظ الرحمان اعوان، خانوخیل

موجودہ حالات میں فرقہ مماتیہ توسل بذوات الانبیاء والاولیاء کو شرک سمجھتے ہیں حالانکہ ان کا یہ موقف اور یہ نظریہ صرف اکابر علمائے دیوبند اور سلف وصالحین کے خلاف نہیں بلکہ قرآن وحدیث سے بھی متصادم ہے۔ مسلمان کے نزدیک عقیدے کا معیار اور کسوٹی قرآن وسنت ہے اپنا عقل ودماغ نہیں لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ حضرات قرآن وحدیث کو اپنے ناقص عقل ودماغ کے تابع بنانے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ شریعت کے نقطہ نظر سے ناجائز ہے۔ ان لوگوں نے باقی مسائل کی طرح مسئلہ توسل کو بھی متنازعہ بنایا ہوا ہے اور کفر وشرک کے فتوے صادر کر کے اپنی آخرت کا ملیا میٹ کر رہے ہیں تو آیئے معلوم کرتے ہیں کہ مسئلہ توسل کے متعلق اکابر دیوبند اور سلف وصالحین کا نظریہ کیا ہے تاکہ فرقہ مماتیہ کے غلط اور باطل عقیدے کا پول کھل سکے۔

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کسی شخص کا اللہ کے نزدیک جو مرتبہ اور مقام ہوتا ہے اس مرتبہ کی قدر اس پر اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔ توسل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ! جتنی رحمت اس پر متوجہ ہے اور جتنا قرب اس کا آپ کے نزدیک ہے اس کی برکت سے فلاں چیز مجھ کو عطا فرما، کیونکہ اس شخص سے تعلق ہے۔ اسی طرح اعمال صالحہ کا جو حدیث میں توسل آیا ہے اس کا بھی یہی معنی ہے کہ اس عمل کی جو قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور ہم نے وہ عمل کیا ہے اے اللہ! ببرکت اس عمل کے ہم پر وہ رحمت ہو (انفاس عیسی) اور حاصل توسل فی الدعا کا یہ ہے کہ اے اللہ! فلاں بندہ آپ کا مورد رحمت ہے اور ہم اس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں پس ہم پر بھی رحمت فرما۔ (۱)

حضرت انبیاء اور اولیاء کرام کے وسیلے سے اللہ سے دعا مانگنا شرعاً جائز بلکہ قبولیت دعا ہونے کی وجہ سے مستحسن وافضل ہے قرآن وحدیث کے ارشادات اور تصریحات سے اس قسم کا توسل بلاشبہ ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**ولما جاء هم كتاب من عند الله مصدق لما معهم و كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا.** (۳)

---

(۱) نشر الطیب (۳) سورۃ بقرہ

اور جب پہنچی اس کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے جو سچ بتلاتی ہے جو ان کے پاس ہے اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر یستفتحون کا مصدر استفتاح ہے اس کا ایک معنی ہے مدد طلب کرنا۔

۱: قاضی شوکانی (تفسیر فتح القدیر ج ا ص ۹۵) میں لکھتے ہیں و الاستفتاح الاستنصار۔

۲: علامہ آلوسی (تفسیر روح المعانی ج ا ص ۳۲۰) میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اہل کتاب میں سے بنی قریظہ اور بنی نضیر اپنے فریق مقابل اوس خزرج پر فتح طلب کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اللہ سے دعا کیا کرتے تھے اور یوں کہتے تھے: ''اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اس آخر الزمان نبی کے طفیل جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے یہ کہ ہمارے دشمن پر آج ہماری مدد فرما۔ وہ مدد دیے جاتے۔''

۳: علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہود مدینہ اور یہود خیبر کی جب عرب کے بت پرستوں سے لڑائی ہوتی تو یہ دعا مانگتے: ''اے اللہ! ہم تجھ سے احمد مصطفیٰ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں جس کے ظاہر کرنے کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور اس کتاب کے واسطہ و برکت سے سوال کرتے ہیں جس کو تو سب سے آخر میں نازل کرے گا اور یہ کہ ہم کو ہمارے دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرما۔'' (۱)

۴: شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی قدس سرہ اس آیت کے فوائد میں تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن اترنے سے پہلے جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے تو خدا سے دعا مانگتے کہ ہم کو نبی آخر الزماں اور جو کتاب ان پر نازل ہوگی ان کے طفیل سے کافروں پر غلبہ عطا فرما، تو ذرا سوچئے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف نہ لائے تھے اس وقت بھی اہل کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کر کے فتح یاب ہوئے تھے اللہ نے اس واقعہ کو بیان کر کے قرآن مجید میں اس قسم کے توسل کی کہیں تردید نہیں فرمائی پھر اس کے جواز میں شبہ کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے؟؟؟''

حدیث شریف سے توسل کا ثبوت سنن ابن ماجہ باب صلوۃ میں عثمان بن حنیف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو عافیت دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے تو اس کو ملتوی رکھوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو

---

(۱) در منثور

دعا کر دوں اس نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجئے آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعا کرے اے اللہ میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ محمد ﷺ نبی رحمت کے اے محمد ﷺ آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تا کہ وہ پوری ہو۔اس سے توسل صراحتاً ثابت ہوتا ہے اور چونکہ آپ کا اس کے لیے دعا فرمانا کہیں منقول نہیں اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح توسل کی دعا جائز ہے اسی طرح توسل دعا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے۔(۱)

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معجم کبیر میں عثمان بن حنیف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا اور وہ اس کی طرف التفات نہ فرماتے اس نے عثمان بن حنیف رحمۃ اللہ علیہ سے کہا انہوں نے فرمایا تو وضو کر کے مسجد میں جا اور وہی دعا جو اوپر والی حدیث میں ذکر ہو چکی ہے سکھلا کر کہا کہ یہ پڑھ! چنانچہ انہوں نے یہی پڑھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بڑی تعظیم وتکریم کی اور کام پورا کر دیا۔اس سے توسل ذات سے بعد الوفات ثابت ہوا۔(۲)

حضرت امیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ فتح کی دعا کیا کرتے تھے بتوسل فقراء مہاجرین کے۔(۳)

حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ کو (قیامت کے روز) غرباء میں ڈھونڈنا! کہ تم کو رزق اور دشمنوں پر غلبہ غرباء ہی کے طفیل سے میسر ہوتا ہے۔(۴)

ان احادیث بالا سے معلوم ہوا کہ مقبولانِ الٰہی کے ذوات سے توسل جائز ہے اور واضح رہے کہ توسل بذوات الاولیاء بھی جائز ہے ابوبکر بن خطیب علی بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے برکت حاصل کرتا ہوں ہر روز ان کی قبر پر زیارت کے لیے حاضر ہوتا ہوں اور اس کے قریب اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی کی دعا کرتا ہوں اس کے بعد جلد میری مراد پوری ہو جاتی ہے۔(۵)

محترم قارئین: اس مختصر سی تحریر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ توسل بذوات الانبیاء والاولیاء صرف جائز نہیں بلکہ مستحسن وافضل ہے۔

---

(۱) نشر الطیب (۲) نشر الطیب

(۳) مشکوۃ (۴) مشکوۃ (۵) تاریخ طیب ج ا ص ۱۲۳

ملفوظات اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد علی ڈیروی

حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: غیر مقلدین کی ایک مضحکہ خیز حرکت یہ ہے کہ ان کو جہاں اپنے مطلب کی بات ملے گی خواہ وہ کتنی ہی ضعیف اور کمزور، کتنی ہی لغو اور بیکار اور کتنی ہی پھُسپھُسی کیوں نہ ہو اس کو سینے سے لگائیں گے، گلے کا ہار بنائیں گے اس سے تمسک کریں گے اور اس کو مضبوطی سے تھامیں گے۔ لیکن جو بات ان کے مطلب اور مقصد ان کے مذہب اور مشرب اور ان کی منشا اور رائے کے خلاف ہو خواہ وہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین فخام رحمۃ اللہ علیہم، تبع تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم اور آئمہ ذی المجد والاحتشام سے ثابت ہو اس کو پس پشت ڈال دیں گے اس سے صرفِ نظر اور اعراض کریں گے۔ اس میں بے جا تاویلات، رکیک توجیہات اور بیہودہ تاویلات کا دروازہ کھولیں گے۔ حقائق سے اغماض کریں گے۔ واقعات کو جھٹلائیں گے صحیح احادیث سے چشم پوشی کریں گے۔(۱)

مثلاً حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (صحابہ کرام کو) خطاب فرمایا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (نماز شروع کرنے سے قبل) اپنی صفیں درست کرلو، پھر تم میں سے ایک شخص تمہارا امام بنے جب وہ (امام) تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو اور جب امام **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** کہے تو تم ''آمین'' کہو۔

ناظرین باتمکین! یہ حدیث صحیح، صریح اور مرفوع ہے اور ہمارے دعوی پر واضح اور واشگاف دلیل ہے اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اہتمام سے نماز پڑھنے کا طریقہ بتلایا اور نماز میں امام اور مقتدیوں کے فرائض، وظائف اور ذمہ داریوں کو بڑی وضاحت، صراحت اور بڑے واضح اور بیّن طریقے سے بیان فرمایا کہ اس میں کسی قسم کا کوئی اشتباہ والتباس اور شک وشبہ باقی نہ رہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ قرأت کرنا صرف امام کا فریضہ وظیفہ اور ذمہ داری ہے۔ مقتدیوں کا کام اور وظیفہ صرف اور صرف خاموشی، توجہ اور انصاف ہے۔

چونکہ یہ روایت مطلق ہے۔ اس لیے سری اور جہری دونوں قسم کی نمازوں کو شامل ہے۔ لہذا

---

(۱) تجلیات صفدر جلد ۳ ص ۶۴، ۶۵

اس حدیث کی رو سے مقتدیوں کیلیے کسی نماز میں بھی جہری ہو یا سری امام کے پیچھے پڑھنے کی مطلق گنجائش نہیں حضور ﷺ کا مقصد اس حدیث سے امام اور مقتدی فرائض اور وظائف پر روشنی ڈالنا ہے۔ یہ تو ناممکن ہے کہ حضور ﷺ نے امام اور مقتدی کے فرائض بیان کرتے وقت امام کے فرائض تو بیان کر دیے ہوں اور مقتدی کے فرائض ترک کر دیے ہوں۔ کیونکہ اگر آپ ایسا کریں تو تبلیغ احکام سے کوتاہی کے مرتکب ہوں گے اور نبی ﷺ سے ایسی کوتاہی ناممکن ہے اور یہ بھی ناممکن ہے کہ حضور بیان احکام کے وقت مقتدی کے فریضہ کو تو بیان نہ فرمائیں بلکہ اس فریضہ کی ضد اور الٹ اور عکس بیان فرمادیں مثلاً اس کے ذمہ امام کے پیچھے قرأت کرنا فرض ہو لیکن مقتدی کو قرأت کا حکم دینے کی بجائے اس کو قرات نہ کرنے کا امر فرمائیں۔

ایک اور انداز سے:

امام اور مقتدی کیلیے جو افعال و اعمال فرض تھے وہ حضور نے بڑی تشریح اور توضیح سے بیان فرمادیے تکبیر تحریمہ دونوں کیلیے فرض تھی اس کی فرضیت **اذا کبر فکبروا** کے الفاظ سے بیان فرمائی رکوع دونوں کیلیے فرض تھا اس کی وضاحت **اذا رکع فارکعوا** (جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو) سے فرمائی۔ سجدہ دونوں کیلیے فرض تھا اس کی تشریح کیلیے آپ کی زبان فیض ترجمان سے **اذا سجد فاسجدوا** (جب امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو) کا جملہ صادر ہوا۔

جب حضور ﷺ نے امام اور مقتدی کے مشترکہ فرائض بیان فرمادیے تو کیا وجہ ہے کہ آپ نے قرأت (جو بقول غیر مقلدین مقتدی کے لیے فرض ہے) کی فرضیت کے بیان سے نہ صرف پہلوتہی فرمائی بلکہ اس کی جگہ اس کی ضد ''انصات'' کو ذکر فرمایا۔ اگر قرأت مقتدی کے لیے بھی فرض ہوتی تو حدیث شریف کے الفاظ یوں ہوتے **اذا کبر فکبروا و اذا قرا فاقرؤا**۔ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام پڑھے تو تم بھی پڑھو۔ لیکن حدیث شریف میں **اذا قرأ فاقرؤا** کی بجائے **اذا قرأ فانصتوا** کے الفاظ ہیں۔ اگر امام کے پیچھے قراءت فرض تھی تو رکوع سجود وغیرہ کی طرح اس کی فرضیت کی تشریح کیوں نہیں کی گئی۔ (۱)

---

(۱) (تجلیات صفدر ج ۳ ص ۶۹، ۷۰)

جہان کرتا ہے رشک تجھ پر

مقصود احمد حسانی

علوم نبوی میں تھا سمندر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
ہے فیض دنیامیں جس کا گھر گھر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم ابوحنیفہ کی عظمتوں کو سلام لکھوں
وہ اک قلندر ولایت اندر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

فقاہتوں میں ہے سب سے آگے، بصیرت اس کی ہے رفعتوں میں
نہ آپ جیسا کوئی دیکھا رہبر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

وہ اپنے منصب میں عالی منصب ،علم کے موتی بکھیرے جس نے
پلا گئے الفت کے جام بھر بھر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

دلائل کی دنیا کا بادشاہ تھا، ہماری سوچوں سے ماوراء تھا
علم کا پتلا حیاء کا خوگر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

نبی کی امت پہ آیا بن کر، انعام رب کا امام سب کا
جہان کرتا ہے رشک تجھ پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام مالک، امام شافعی، امام احمد ہیں سارے برحق
مقام وعظمت میں سب سے بڑھ کر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

نہ تخت قاضی قبول کیا بنایا جیلوں کو اپنا مسکن
مگر وہ ڈٹ کے رہا ہے حق پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

کر گیا مسلک کی پاسبانی، نہ جابروں کی بات مانی
جنازہ زنداں سے نکلا آخر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

سوچیں اب تو یہ اہل غفلت، حشر میں ہوں گے خراب ورنہ
ہیں کرتے جو بھی تبرا تجھ پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

مدعیان قرآن وحدیث کہاں ہیں؟

ناصرامین قاسم

۱: اگر کسی میت نے دادااور ایک بیٹا رہ گیا ہو تو اس کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟

۲: اگر کسی میت کا باپ اور ایک پوتا اور تین پوتیاں ہوں؟

۳: اگر کسی میت کا باپ، ایک بیٹی اور تین پوتیاں رہی ہوں؟

۴: اگر کسی میت باپ ایک بیٹی اور چار پوتے رہے ہو؟

۵: اگر کسی میت کا دادااور ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک پوتا رہا ہو؟

۶: اگر کسی میت کا دادااور دو بیٹیاں اور ایک پوتی اور تین پوتے رہے ہو؟

۷: اگر کسی میت کی دادی اور دادااور دو بیٹیاں اور ایک پوتا رہا ہو؟

۸: اگر کسی میت کی نانی اور باپ رہ گیا ہو؟

۹: اگر کسی میت کی دادی، باپ کی طرف سے اور ماں باپ دونوں اور بیٹا رہ گئے ہوں؟

۱۰: اگر کسی میت کی دادی باپ کی طرف اور نانی ماں کی طرف سے اور ایک بیٹا رہ گئے ہوں؟

مندرجہ بالا مسائل کو قرآن اور حدیث صحیح صریح کی روشنی میں حل فرمائیں بندہ تاقیامت منتظر رہے گا۔

ذمہ داری!

شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب جنہوں نے پنتالیس برس تک دارالعلوم دیوبند میں تعلیم دی، ان کی بیوی فوت ہوگئی، عصر کے وقت دفن کرآئے، مولانا مغرب کے بعد شمائل شریف کا درس دیتے تھے، کتاب بغل میں لی اور درس گاہ میں پہنچ گئے لوگوں نے کافی کہا حتی کہ منت خوشامد بھی کی مگر آپ نے فرمایا میں تو اپنی ڈیوٹی ادا کروں گا، حدیث کی تعلیم سے بڑھ کر کون سا کام ہوسکتا ہے۔

سیرت طیبہ پر ایک نظر

مولانا محمد اکمل، راجن پوری

تخلیق انسانیت سے لے کر آج تک اربوں کھربوں نفوس پردۂ کتم سے پردہ شہود پر جلوہ گر ہوئے ان میں نیک و بد، امیر و غریب، شاہ و گدا سب اپنا مقررہ وقت مکمل کر کے اس دار فانی سے ابدی جہاں کے راہی بن گئے بہت کم ایسے لوگ ہوں گے جن کے حالات سے دنیا آشنا ہو گئی۔ انسانیت کی تاریخ میں ایک ہی ایسا چمکتا چہرہ نظر آتا ہے جس کے تمام حالات و واقعات اور مبارک زندگی کے تمام خدوخال اور اس کی حیات کا ہر گوشہ اپنی عطر بیزیوں سے تمام عالم کو معطر کیے ہوئے ہے ان کا نام نامی اسم گرامی ہے ''محمد ﷺ''

نسب نامہ: یوں ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (اصل نام شیبہ) بن ہاشم (اصل نام عمرو) بن عبد مناف (اصل نام المغیرہ) بن قصی (اصل نام زید) بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مرہ (عامر) بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ (یہاں تک سیرت نویسوں اور اہل علم کا اجماع ہے۔ اس کے اوپر سلسلہ نسب کے اسماء میں اہل تاریخ کا اختلاف ہے۔ اس لیے از راہ احتیاط اس کو ذکر نہیں کیا جاتا)

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے پچاس یا پچپن روز بعد ۸ ربیع الاول پیر بمطابق اپریل ۵۷۰ء مکہ مکرمہ میں صبح صادق کے وقت ابوطالب کے مکان میں ہوئی (۱)

اس کے علاوہ 2۔10 اور 12 ربیع الاول کے اقوال بھی مورخین نے ذکر کیے ہیں لیکن علامہ محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق ولادت باسعادت کی تاریخ میں مشہور قول یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے جبکہ جمہور محدثین اور مورخین کے نزدیک راجح اور مختار قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کی پیدائش ۸ ربیع الاول کو ہوئی۔ اسی بات کو امام احمد بن محمد القسطلانی نے اپنی کتاب ''المواہب اللدنیہ'' میں لیا ہے اور بریلوی مکتبہ فکر کے پیشوا احمد رضا خان کے حساب کے مطابق بھی ۸ ربیع

---

(۱) اسد الغابہ ج ۱ ص ۵۰، الاستیعاب ص ۱۵۳ البدایہ والنھایہ ج ۱ ص ۲۶۳، المواہب اللدنیہ ص ۷۴ وما ثبت بالسنۃ ص ۵۷، نشر الطیب ص ۲۵، سیرۃ المصطفیٰ ج ۱ ص ۵۱، فتاوی رضویہ ج ۲۶ ص ۴۱۳، مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۲۸، سیرت النبی المختار ص ۱۰۵

الاول کوولادت بنتی ہے۔

اہل السنّت والجماعت کا نظریہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کا تذکرہ کرنا مستحب ہے اور موجب ثواب ہے اور اجر عظیم کا باعث ہے لیکن ایک بات یاد رکھی جائے کہ اکابر اسلاف نے اس دن میں کی جانے والی بدعات کا بڑی شدومد سے انکار کیا ہے یعنی اس دن کو خاص کر لینا اور اس میں جشن میلاد منانے کو ہی کل اسلام سمجھنا اور میلاد نہ منانے والوں کو مطعون کرنا ہرگز صحیح نہیں۔ جیسا کہ

۱: امام جلال الدین سیوطی مصری فرماتے ہیں **لیس فیه نص** (۱)

ترجمہ: میلاد کے جواز پر قرآن کریم، حدیث شریف میں کوئی نص موجود نہیں ہے۔

۲: علامہ عبدالرحمٰن مغربی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں کہ **ان عمل المولد بدعة لم یقل به ولم یفعله رسول الله والخلفاء والائمة** (۲)

ترجمہ: تحقیقی بات یہ ہے کہ میلاد منانا بدعت ہے آنحضرت ﷺ، خلفاء راشدین اور نہ ہی ائمہ مجتہدین نے خود اس کو کیا اور نہ ہی اس کو منانے کا حکم دیا۔

۳: علامہ احمد بن محمد مالکی مصری لکھتے ہیں کہ **قد اتفق العلماء والمذاهب الاربعة بذم هذاالعمل۔** (۳)

ترجمہ: تحقیق مذاہب اربعہ کے علماء کا اس عمل میلاد کی مذمت پر اتفاق ہے۔

اس کے علاوہ علماء وسلف صالحین نے اس مسئلہ پر کتابیں لکھیں جن میں جشن میلاد منانے کی تردید کی گئی ہے۔ مثلاً

۱: امام ابوالحسن علی بن مفضل المقدسی المالکی نے اپنی کتاب "**کتاب الجامع المسائل**" میں

۲: امام احمد بن محمد المالکی نے اپنی کتاب "**القول المعتمد فی عمل المولد**" میں

۳: امام ابن الحاج الامیر المالکی نے اپنی کتاب "**المُدخَل**" میں

۴: امام عبدالرحمٰن المغربی نے اپنے فتاویٰ میں

۵: امام حسن بن علی نے اپنی کتاب "**طریق السنة**" میں

---

(۱) حسن المقصد فی عمل المولد (۲) کذا فی الشرعۃ الالہیہ (۳) القول المعتمد

۶: علامہ ابن تیمیہ حنبلی نے اپنے فتاوی میں

۷: امام ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوبات حصہ پنجم میں

۸: امام نصیر الدین شافعی نے اپنی کتاب "رشاد الاخیار" میں

۹: امام ابو اسحاق شاطبی نے اپنی کتاب "الاعتصام" میں

اور دیگر ائمہ نے اپنے اپنے زمانہ میں مروجہ محفل میلاد کی پرزور تردید کی ہے

اپنے گھر کی خبر لو:

جناب غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں: "ہم دیکھتے ہیں کہ بعض شہروں میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کے تقدس کو بالکل پامال کر دیا گیا۔ جلوس راستوں سے گزرتا ہے اور مکانوں کی کھڑکیوں اور بالکینوں سے نوجوان لڑکیاں اور عورتیں شرکائے جلوس پر پھول وغیرہ پھینکتی ہیں (شاید ایصال ثواب کی نیت سے العیاذ باللہ) اوباش نوجوان فحش حرکتیں کرتے ہیں، جلوس میں مختلف گاڑیوں پر فلمی گانوں کے ریکارڈنگ ہوتی ہے اور نوجوان لڑکے فلمی گانوں کی دھنوں پر ناچتے ہیں اور نماز کے اوقات میں جلوس چلتا رہتا ہے اس قسم کے جلوس میلاد النبی ﷺ کے تقدس پر بدنما داغ ہیں ان کی اگر اصلاح نہ ہو سکے تو فوراً بند کر دینا چاہئے۔ کیونکہ امر مستحسن کے نام پر ان محرمات کے ارتکاب کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔"(۱)

آپ ﷺ کی وفات:

نبی اکرم ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول بروز پیر 11ھ کو ہوئی۔ (۲)

کل عمر مبارک:

آپ ﷺ نے دنیاوی زندگی میں کل عمر مبارک ۶۳ برس گزاری۔ (۳)

---

(۱) شرح صحیح مسلم از غلام رسول سعیدی بریلوی ج ۳ ص ۱۷۰

(۲) تاریخ الامم والملوک لابن جریر طبری ج ۳ ص ۲۰۷، الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۳۲۳، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۵۸، البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۲۶۸، سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۲۱۴، التقریب للنووی ص ۱۹۹، اسد الغابہ ج ۱ ص ۱۷، سیرت النبی المختار ص ۳۹۰، تدریب الراوی ص ۱۹۹

(۳) تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۰۶، طبقات کبری لابن سعد ج ۲ ص ۸۲، البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۲۷۰، سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۲۱۵، التقریب للنووی ص ۱۹۹، الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۳۳۳، اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۷ تدریب الراوی ص ۱۹۹

خود احمد رضا خان بریلوی کے نزدیک بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مشہور و معتمد قول کے مطابق ۱۲ ربیع الاول شریف ہے (۱) اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں لیکن جمہور کا قول ۱۲ ربیع الاول کا ہے (۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ:

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ امام کے بغیر اس صورت میں ادا کی گئی ترتیب یہ تھی کہ سب سے پہلے مرد پھر عورتیں پھر بچے اور آخر میں غلام آتے اور آکر آپ پر سلام پیش کر کے چلے جاتے۔ (۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ہیں۔

۱: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ۲: سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

۳: سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ۴: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

فائدہ: اہل السنّت والجماعت کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہیں بعض لوگ حضرت فاطمۃ الزہرا کے علاوہ باقی بنات رسول کا انکار کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک صاحبزادی تھیں یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جبکہ خود انہی کی کتابوں میں اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی تعداد (۴) ہے۔ (۴)

بنات رسول کے نکاح کن کن سے ہوئے؟

۱: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

۲: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

۴: اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسوہ نبی پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت نصیب فرمائے۔

---

(۱) فتاوی رضویہ ج ۲۶ ص ۴۱۵ ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۲۵۲، مقیاس حنفیت ۲۳۵) (۲) تدریب الراوی ص ۱۹۹

(۳) الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۳۲۳، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۸، البدایہ ج ۳ ص ۲۷۸، سیر اعلام النبلاج ۳ ص ۲۱۸، اسد الغابہ ص ۱۷، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۵۱۸

(۴) اصول کافی ص ۲۷۹ کتاب الحجہ باب مولد النبی طبع لکھنؤ اور اس کی کئی شروحات ہیں جن میں اس روایت کو قبول کیا گیا ہے مثلاً مراۃ العقول، شرح اصول کافی ملا باقر مجلسی ج ۵ ص ۱۸۱ باب مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم طبع تہران، الصافی فی شرح اصول کافی ملا خلیل قزوینی کتاب الحجہ جزء سوم حصہ دوم ص ۱۴۷ باب مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الخصال للشیخ صدوق ص ۳۷۵ باب السبعۃ، امالی شیخ صدوق ص ۲۶۲ مجلس نمبر ۶۷ طبع قدیم ایران

ایک تحریری مناظرے کی روداد

محمد اشراف، لاہور

اہلحدیث بھی ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ میں انہیں کبھی اتنا برا نہیں سمجھتا تھا۔ حافظ عرفان، حافظ اشرف، فاروقی صاحب میرے اچھے دوست ہیں۔ یہاں تک کہ پہلی نعت بھی میں نے ان ہی کی محفل میں پڑھی اور فاروقی صاحب بہت خوش ہوئے ہماری باتیں ضرور ہوتی رہتی ہیں لیکن کبھی معاملہ اتنا سنجیدہ نہیں ہوا دونوں طرف سے ایک دوسری کی اصلاح کی سوچ ہوتی ہے۔ اکیڈمی کے فارغ اوقات میں انٹرنیٹ پر کسی نہ کسی عالم کی تقریر یا بحث سن کر اپنے علم کو تر و تازہ کرتے اور دوستانہ ماحول میں باتیں کرتے کبھی کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوا۔ جب یہ (سرفراز) یہاں آ کر بیٹھنے لگا تو اس کا میرے دوستوں کے ساتھ تلخ کلامی کا سلسلہ شروع ہوا لیکن جب سے (سرفراز) کے جھوٹوں کو دیکھا تو مجھے اس سے نفرت ہونا شروع ہو گئی...... ہوتے ہوتے معاملہ یہاں تک خراب ہو گیا۔

مورخہ 27 نومبر 2010ء بروز ہفتہ کو میرے موبائل پر شام تقریباً 6 بجے 0305-4474775 نمبر سے مس کالز کا سلسلہ شروع ہوا جس وقت میرے سٹوڈنٹس پڑھ رہے تھے تقریباً 8 سے 10 مس کالز بجنے کے بعد میں خود اس نمبر پر کال کی۔ لیکن کسی نے اسے نہ اٹھایا پھر میں نے اپنے دوسرے نمبر سے اس نمبر پر کال کی تو آگے سے لڑکیوں جیسی آوازیں اور ہنسنے کی آوازیں آئیں۔ میں نے کال کاٹ دی اور دوبارہ بچوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ تقریباً 10 منٹ گزرنے کے بعد پھر اس نمبر پر کال آئی تو۔

سرفراز: ”اوئے تو کون ایں توں بڑیاں گلاں کرناں ایں تیرا علاج کرنا سانوں آوندا اے باز آ جا! چنگی گل ای۔ نہیں تے تینوں فیر ماردیاں گے۔

جواب: (ا) تم ہو کون میرے سامنے آؤ...... (بے غیرت، ......) وغیرہ وغیرہ

سرفراز: اوئے تینوں اک واری آکھیا اے باز آ جا (گالی) تینوں فیر (یعنی گولی) کھاویں ای کھاویں میں بھولا بھٹی بول رہیا واں۔ اس دا نمبر نوٹ کر ذرا۔ میں نے فوراً سرفراز کی آواز پہچان لی۔ جب میں ڈی سی کی دکان میں گیا اور پوچھا تو انہوں نے کہا: ”سر جی! تسیں ساڈے استاد جے اسیں تہاڈے نال اس طرحاں کر سکدے ہاں، کوئی ہور ہووے گا“ ”اللہ دی قسم ساڈے وچوں کوئی نہیں“ میری صرف ایک ہی سم

ہے اور چل رہی ہے آپ کال کر لیں۔ کس حرام زادے نے ایسی بات کی آپ اسے گالیاں نکالیں اللہ کی قسم یہ سم میری نہیں میرا یقین اتنا پکا تھا لیکن قسموں کے آگے مجھے یقین کرنا پڑا پھر بھی میں نے کہا کہ تیری آواز پہچان لی ہے لیکن اب تو قسمیں کھا رہا ہے تو میں تیرے اوپر اعتبار کر لیتا ہوں اور میں واپس اپنے دفتر آ گیا۔

ابا جی کی بیماری کی وجہ سے میں کافی اپ سیٹ تھا۔ اوپر سے انہوں نے مزید پریشان کر دیا۔ میرا کوئی بس نہیں چل رہا تھا۔ وہ کون ہے؟ جس نے میرے ساتھ ایسی بیہودگی کی کیونکہ میری کسی سے کوئی عداوت نہ تھی اسی کش مکش میں دوبارہ اسی نمبر پر فون آیا اور پھر آواز کسی نامعلوم شخص کی تھی وہ بیہودہ زبان استعمال کرتے ہوئے کافی گالی گلوچ کرتا رہا جس کا تا حال انہوں نے پتا نہیں بتایا میری پریشانی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور پاس بیٹھے سٹوڈنٹس بھی پریشان ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سر! آپ یہ نمبر ہمیں دیں ہم اس کا سدِ باب کریں گے......مختلف رائے پیش کرتے ہیں پھر دوبارہ میں ان کے پاس جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ پھر اسی نمبر پر کال آئی ہے۔

سرفراز: سر جی! اسیں تہانوں کہیا نہیں سی کہ اسیں نہیں۔ ہُن یقین ہو گیا جے! سانوں دیو! اس دا نمبر اسیں اس دی (گلی) اوہ کون اے ذرا سانوں نمبر دیو۔ وہ نمبر ملاتے ہیں اور نمبر بند ہوتا ہے کافی دیر ہم ملاتے رہتے ہیں اور اس دوران بھی وہ اپنی تسلی کے لیے قسمیں کھا کھا کر جھوٹ بولتے رہتے ہیں۔ جس سے یقین کمزور اور پریشانی مزید بڑھ جاتی ہے۔ ڈی۔سی بھی مکمل اس کی طرف داری اور مجھے یقین دلاتا رہا کہ ہم اس کے ساتھ یہ کر دیں گے......وہ کر دیں گے۔ وغیرہ وغیرہ ''جیہڑا اساڈے سر جی نوں دھمکیاں دیوے، گالیاں کڈے اسیں اوس دی ماں......(گالی) سر جی! ہن آوے تے میری گل کروانا۔ میں دوبارہ اپنی کلاس میں آ جاتا ہوں اور تقریباً ۲۰ منٹ بعد سرفراز آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کا نمبر اوپن ہو گیا ہے۔ آؤ! ذرا اس نال گل تے کراؤ۔ اونہوں دسیے دھمکیاں کیویں لائی دیاں نے میں اپنے موبائل سے نمبر ڈائل کرتا ہوں۔ تو آگے سے پھر کوئی نامعلوم بیہودہ گالیاں نکالنا شروع ہو جاتا ہے اور میں اسے کہتا ہوں کہ تم غلط فہمی کی بناء پر باتیں کر رہے ہو۔ ہم اس طرح کے نہیں۔ وہ آگے سے کہتا ہے: ''چل اوے! چپ کر (گالی) ڈی۔سی پکڑ لیتا ہے اور میرے فون سے اس کو بہت زیادہ گالیاں نکالتا رہا۔ تا کہ میں مطمئن ہو جاؤں۔ وہ مسلسل کہتا رہا اچھا اب بند کر تینوں کیہہ رہیا واں بند کر، ......بعد میں ڈی۔سی

کہتا ہے کہ۔''ہن یقین ہو گیا جے'' میرا جواب یہی تھا کہ مجھے یقین نہیں کہ کیونکہ صادق کو ہاٹی کہتا ہے ''غیر مقلدین یہودیوں،نصرانیوں سے بڑے جھوٹے ہیں۔اتنی صفائی سے جھوٹ بولتے ہیں کہ کسی کو سمجھ نہیں آتی'' ڈی۔سی کہتا کہ آج ثابت ہو گیا۔ہا۔۔ہا۔۔۔ہا

سرفراز نے کہا''دیکھ لو سر جی!اس نے معافی مانگی ہے''اسے معاف کر دو پتا نہیں کون تھا؟ میں نے کہا کہ اس نے تو مجھ سے کوئی معافی نہیں مانگی۔رات جب میں دفتر بند کر رہا تھا تو مجھے پھر اسی کا فون آیا اور کہنے لگا کہ بھائی جان اسیں غلط فہمی دی بناء تے تہاڈے نال بدتمیزی کیتی اے،سانوں معاف کر دیو۔میں نے کہا کہ اگر میرے سامنے آ کے معافی مانگے گا تو میں تجھے معافی دے سکتا ہوں تو کون ہے؟ کہاں سے بول رہا ہے؟ اس نے کہا میں کوئی بھی ہوں تمہیں اس سے کیا، میں بڑی دور ہوں۔میں سیالکوٹ سے بات کر رہا ہوں۔اب میرا یقین ان دونوں پر 99 فیصد پکا ہو جاتا ہے کہ یہی بدبخت ہیں۔ جنہوں نے یہ بیہودہ حرکت کی ساری رات اسی سوچ بچار میں گزری ایسا کیوں ہوا؟انہیں کیا ضرورت تھی ایسا کرنے کی وغیرہ وغیرہ۔صبح بے چینی کے عالم میں،حافظ عرفان سے بات کی کہ رات میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔اس نے ڈی،سی سے بات کی کہ وہ بہت پریشان ہیں اور معاملہ کافی خطرناک ہو سکتا ہے تم سچ بتا دو۔لڑائی زیادہ بڑھ سکتی ہے اگر تمہیں پتا ہے تو واضح کر دو تھوڑی دیر بعد ڈی،سی مجھے آواز دے کر بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ سر جی!میرا ناں نہ لینا''وہ سرفراز تھا''رات کو اس نے ہمیں بہت بڑی قسم دی ہے آپ ہمیں معاف کر دیں رات سرفراز اور ڈی،سی دونوں معافی مانگنے آئے اور میرے زخموں پر مزید نمک چھڑکتے رہے کہ''ہمیں معاف کر دیں۔'' آپ ہمارے استاد ہیں بس!سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیسے ہو گیا؟؟ میں نے کہا کہ میں آپ کو ایسے معاف نہیں کر سکتا۔میں تمہیں معاف کروں گا لیکن 4 آدمی اکھٹے کر کے۔آگے سے تڑی نما الفاظ''اسیں تہاڈے کول چل کے آئے ہیں۔سانوں معاف کرو۔'' زبردستی اور بڑے تلخ لہجے سے ڈی، سی بات کرتا رہا اور سرفراز کو ساتھ لے کر چلا گیا۔سرفراز کا چہرا اترا ہوا تھا۔میں نے اسے کہا کہ''میں تو اساتذہ کی پیروں کی دھول جیسا بھی نہیں۔میری بے عزتی کی ہے۔لیکن علماء حق کی شان میں گستاخی کی سزا تجھے مل رہی ہے۔اتنا تکبر اچھا نہیں ہوتا۔''سو اللہ نے تجھے دکھا دیا'' کہ میں سچ کہہ رہا تھا۔

ڈرامہ کی اصل وجہ!

سرفراز؛ڈی،سی کے پاس آ کر بیٹھتا،مذہبی باتیں چھیڑتا اور علماء حق کی شان میں گستاخیاں

کرتا تھا۔ میں اسے اس سے منع کرتا رہا تو مجھے بار بار مناظرہ کرنے کا کہتا رہا لیکن میں اس سے دور رہا کیونکہ مناظرہ لڑائی ہے مگر جب سرفراز نے میرے آفس میں آکر میرے دوستوں (الیاس اور مرید) سے ایسی باتیں کیں تو نوبت لڑائی جھگڑا پر آگئی۔ میں اسے ختم کرتے ہوئے اس سے کہا کہ تم میری عزت کرتے ہو۔امید ہے بات لڑائی تک نہیں پہنچے گی، کوئی بیہودگی نہیں ہونی چاہیے۔اگر تم سچے ہو تو تحریراً اپنی نماز ثابت کرو۔اس نے اپنی آپ کو سچا کرنے کے لیے مناظرہ کے اصول لکھے۔اس کے بعد تحریری مناظرہ شروع ہو گیا۔اس نے پہلا جواب دیا جس سے اپنے موضوع سے ہٹ گیا اور اپنی باتوں سے مکرتا رہا کہ مثلاً اپنی نماز بغیر (احکام و مسائل) کے ساری باتیں لکھ چھوڑیں اور ساتھ مختلف بحث مباحثے کرتا رہا۔ہمیں اس کے جھوٹ عیاں نظر آنا شروع ہو گئے۔مثلاً ''نزل الابرار ہماری کتاب نہیں جو اسے مانے اور اس پر عمل کرے وہ حرام زادہ ہے۔''

یہ تحریر اس کے ہاتھ کی بھی ہمارے پاس موجود ہے اور جو مناظرہ کے اصولوں میں لکھی تھی کہ ''مع احکام و مسائل نماز ثابت کروں گا'' جبکہ اس نے معاملے کو اتنا الجھا دیا اور سادہ لوح لوگوں کو یہ بتاتا رہا کہ دیکھو میں نے سرجی کو ۴۰ صفحوں پر مشتمل مواد دیا انہوں نے مجھے ۵ صفحات پر مواد دے دیا ہے اصولی بات کہ سوال تو چھوٹا ہوتا ہے جواب زیادہ لمبا ہوتا ہے نماز تو اس نے ثابت کرنی تھی۔ مسلمان تو یہ ہمیں کر رہا تھا میری دین دنیا کا مسئلہ یہ تو ہمیں سمجھا رہا تھا۔'' کچھ ہی جھوٹوں کا پتہ چلا تو ہم کیوں اصول طے کر چکے تھے۔ بجائے روکنے کے سوالاً جواباً تحریروں کا سلسلہ شروع کیے رکھا۔مناظرہ کے اصول کے مطابق نماز اس نے ثابت کرنی تھی......ہم نہیں۔ جہاں سے اس نے جھوٹ بولا اسے پکڑ کر ہم نے منہ پر مارا اور بے چارے کے پاس احکام و مسائل کے مطابق نماز تو ثابت نہ ہوئی۔لگا ادھر ادھر کی مارنے ۲۰ تاریخ کی تحریری مناظرہ کی بات ختم ہونا تھی اس کا جواب ابھی مجھے موصول نہیں ہوا تھا کہ یہ مندرجہ بالا واقعہ پیش آگیا۔

دوسرے ہی دن جلتی پر تیل چھڑکنے کے لیے مزید (تحریر: آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے'') گالیاں لکھ کر کرسی پر رکھ دی۔ میں نے کہا کہ ہم نے جواب میں لکھا ہے کہ تم اپنے نائب کے دستخط کراؤ گے اب ویسے ہی لے آئے ہو پہلے ہی مجھے تم پر بڑا غصہ ہے۔اسے واپس لے جائیں معاملہ جب حل ہو جائے گا پھر لے آنا اسے لے جاؤ نافرمانی کرتے ہوئے میری سیٹ پر رکھ کے چلا گیا۔

اب یہی صاحب جو مجھے اصل مسلمان کرنے آیا تھا بے چارے کا جھوٹ کا پلڑا بھاری نکلا جھوٹی قسمیں کھائیں اور بزرگوں کی شان میں گستاخیاں کیں۔ معاملہ کو اُلجھا تا رہا تو مندرجہ بالا گل کھلا دیا اور خود ہی اس گڑھے میں گر گیا۔ جس میں وہ ہمیں گرانا چاہتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھ عطا کی اور میں اس کی چالاکیوں اور جھوٹوں کا مردانہ وار جواب دیتا رہا۔ میرے اساتذہ کی دعاؤں سے اس کے ساتھ بحث کر کے مجھے ان کا چہرہ بالکل واضح ہو گیا ہے اور اللہ نے مجھے علم سے نوازا جو علماء حق اہلسنت والجماعت نے میرے معاون بن کر بتاتے رہے ان تمام کو اللہ جزائے خیر دے جو اس اصلاحی مناظرہ میں میرے معاون رہے۔

علم پڑھیا تے ادب نہ سکھا کیہہ لینا ای بھلیا پڑھ کے

گزارشات:

ا: کیا اتنا بڑا جھوٹا آدمی ''جو آج میرے سے معافی کا طالب ہے'' علم والا (علامہ) ہوسکتا ہے اور اسے مذہبی بحث کرنے کا اختیار ہے (اس کے اپنے الفاظ ہیں کہ میں علامہ ہوں) اس پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ (علماء اہلحدیث کے لیے دھبہ ہے)

20 لکریں نکالے تو میں اسے دل سے معاف کر دوں گا۔

۲: اونچی آواز میں بالکل جاہل اور بے عقلوں کی طرح ہنستا ہے اس پر سخت پابندی ہو اور مذہبی بحث اس کی دکان پر نہیں ہونی چاہیے T.V ڈیک کی آواز دکان سے باہر نہ آئے۔

20 لکریں نکالے تو میں اسے دل سے معاف کر دوں گا۔

معافی نامہ:

پنچائتی ممبران: محمد جاوید، حاجی ذوالفقار علی، محمد نذیر گجر، نوید الظفر، حافظ محمد عرفان، محمد الیاس محمد عامر اور سٹوڈنٹس اکیڈمی کے سامنے اپنے جرم کو قبول کرتے ہوئے معافی نامہ پر دستخط کیے اس میں لکھا ہے ''میں سرفراز، عبدالغفور عرف D-C گجر اپنے آپ میں بہت شرمندہ ہیں جو کام ہم نے کیا اور ہم اپنے استاد (محمد اشرف) سے معافی کے طالب ہیں، ہمیں معاف کیا جائے اور آئندہ کبھی کوئی شکایت کا موقع نہیں دیں گے اور ان کی جاری کردہ سزا 20 لکیریں نکالنا کو بخوشی قبول کرتے ہیں اگر کوئی بات ہوئی تو ہمارا ضامن مکمل ذمہ دار ہوں گے۔ (دستخط شدہ کاپی محفوظ ھے)

الفضل الربانی فی توثیق محمد بن حسن الشیبانی

علامہ عبدالغفار ذہبی

۳۴: امام حسن بن داؤد م ۳۹۵ھ(۱) نے فرمایا: **افتخر اھل البصرۃ باربعة کتب...... ونحن نفتخر بسبعة و عشرین الف مسئلة عملھا رجل فی الحلال والحرام قیاسیة عقلیة یقال له محمد بن الحسن لایسمع الناس جھله و کتاب القراء فی المعانی وکتاب المصادر و کتاب الوقف والابتداء و کتاب الواحد والجمع و کتاب واحد علی من الاخبار۔**(۲)

فائدہ: امام حسن بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے فقہاء ومحدثین اور علماء اہل بصرہ کے مقابلہ میں امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کو مجتہد، حلال وحرام کے مسائل کا جاننے والا اور مصنف کتب کثیرہ قرار دیا ہے جو واضح مدح و ثناء ہے جو اصولاً اور علی زئی کی تصریح کے مطابق بھی تعدیل وتوثیق ہے۔ لہذا امام حسن بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سیدنا محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ، عادل، صدوق بلکہ اوثق ہیں۔ وللہ الحمد

۳۵: امام محمد اسحٰق بن مندہ م ۳۹۵ھ (۳) نے امام محمد بن حسن سے احتجاج کیا ہے۔(۴)

فائدہ:

امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے مروی احادیث کو بغیر جرح کے احتجاجاً لیا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سیدنا محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے نزدیک صدوق ومقبول ہیں۔

---

(۱) یہ مشہور امام فقیہہ ومحدث ہیں ائمہ نے ان کو **کان احد الفقھاء الکوفیین المتقدمین فی النظر والجدل وخرج الی العراق واقام بھا یسمع و یتفقه** قرار دیا ہے۔ الجواہر المضیۃ لحافظ القرشی ص ۱۱۷ رقم ۴۲۹

(۲) مناقب حلبی بحوالہ مناقب کردری ج ۲ ص ۱۵۹

(۳) یہ مشہور امام محدث ناقد ہیں ائمہ نے ان کو **الامام الحافظ الجوال محدث العصر بنو مندة اعلام الحفاظ فی الدنیا قدیما وحدیثا و کان جبلا من الجبال وسید اھل زمانه** قرار دیا ہے تذکرۃ الحفاظ لذہبی ج ۲ ص ۱۵۷ اِلی ص ۱۵۹، العبر لذہبی ص ۴۰۳، ۴۰۲

(۴) مسند ابی حنیفہ بروایۃ الحارثی

جماعت المسلمین کے عقائد و نظریات کا تحقیقی جائزہ

مولانا رضوان عزیز

سابقہ شمارے میں تزکیہ نفس کے ان دشمنوں کی اخلاقی پستی کی ایک مثال ذکر کی گئی تھی کہ لوگ جب خدا کی حرام کردہ چیزوں کو اپنے لیے حلال کرلیں کاغذی جماعتوں کے کاغذی امراء جب شریعت کو مذاق بنا کر رکھ دیں تو پھر دینِ اسلام کا اللہ ہی حافظ ہے۔ایک شادی شدہ عورت کے ساتھ نئی شادی رچا لینا جبکہ نہ اسے طلاق دی گئی ہو اور نہ اس نے خلع کیا ہو یہ شریعت اسلامیہ نے کب جائز رکھا ہے؟ مسعود احمد Bsc نے یہاں تک لکھا ہے کہ علماء اور مشائخ کے فتوؤں قیاسات اجتہادات اور آرا کو شریعت کا درجہ دینا شرک ہے۔(۱)

تو اشتیاق احمد صاحب کے اجتہاد کو شریعت قرار دینے والے مسعودی مشرک نہ ہوئے؟

بلکہ مزے کی بات تو یہ ہے کہ ''سمیرا'' نامی لڑکی جس سے امام مسلمین (نام نہاد) اشتیاق احمد ناجائز ازدواجی تعلقات قائم کیے ہوئے ہیں۔بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ اس لڑکی کے بھائی شاہد علی اشتیاق احمد امیر جماعت کا وکیل ہے اس کی طرف سے مناظرے کرتا ہے یعنی مسعودیوں میں ضمیر اور غیرت نام کی کوئی چیز نہیں۔لہذا جو چیز ان کی عیاشی اور آوارہ گردی کے راستے میں رکاوٹ بنے، چاہے وہ فقہ ہو یا تصوف۔علماء ہوں یا مشائخ سب کو بیک جنبش قلم کافر و مشرک لکھ کر فیصلہ سنا دیتے ہیں۔اب آیئے تحلیل و تحریم کو خالص حکم خداوندی قرار دینے والے کی کم عقلی کا ایک اور شاہکار ملاحظہ کریں۔

مسعود احمد اپنے نامسعود قلم سے لکھتا ہے: ''مسجد حرام، بیت المقدس اور مسجد نبوی کے علاوہ کسی اور مقام کی زیارت کے لیے سفر کرنا حرام ہے۔''(۲)

ابھی تو آنکھوں میں ہی ہوئے ہیں دیے روشن
سینے میں ہے دل تو چراغاں اور بھی ہوں گے

امت مسلمہ جو شروع سے آج تک روضہ اقدس ﷺ کی زیارت کیلیے سفر کرتی رہی ہے وہ سب معاذ اللہ حرام کی مرتکب رہی ہے۔حالانکہ کئی ایک احادیث مبارکہ روضہ اقدس کی زیارت کی فضیلت

---

(۱) توحید المسلمین ص۲۷۳ (۲) توحید المسلمین ص ۳۰۵، ۳۰۷

میں مذکور ہیں۔ مگر یک چشمِ گُل کی طرح انہیں ایک سائیڈ نظر آتی ہے دوسری سے قصداً اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ قصداً یا جہالتاً۔

اب احادیث رسول اللہ ﷺ کی طرف:

۱: **عن عبدالله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ من جاء نی زائرا لایعمله حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة.(۱)**

یعنی آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو صرف میری زیارت کی نیت سے سفر کرنے آیا مجھ پر اس کا حق ہے کہ قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔“ جب کہ مسعودان تین مقامات کے علاوہ زیارت کے لیے جانے کو حرام قرار دیتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں شریعت سازی کر رہے ہیں۔

۲: **عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله ﷺ یقول من زار قبرا وقال من زارنی کنت له شفیعا اوشهیدا و من مات فی احد الحرمین بعثه الله من آمنین یوم القیامة (۲)**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”نبی اقدس ﷺ نے فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی، میں قیامت کے دن اس کی شفارش کروں گا، یا گواہی دوں گا اور جس کی موت مکہ یا مدینہ میں آئی وہ قیامت کے دن امن سے رہے گا۔“

اسی طرح اور بھی بہت ساری احادیث ہیں جو روضہ اقدس ﷺ کی زیارت کی نیت سے سفر کرنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں مگر جن کے دل پتھر کے اور تانبے کے دماغ ہوں ان پر احادیث مبارکہ اور اجماع امت کا کیا اثر؟؟؟ وہ تو تماشہ دکھانے والی پتلیوں کی طرح غیروں کے اشاروں پر جدید تحقیق کا ہتھیار لے کرامت کے عقائد ونظریات کی بیخ کنی کرتے ہیں۔ کبھی تحقیق سند کے نام پر انکار حدیث، کبھی کسی نام پر کبھی کسی نام پر۔ باہم یہ سب ایک ہی ہیں صرف لیبل بدل بدل کر اپنی پٹاری سے ایک ہی سانپ نکالتے رہتے ہیں اور وہ سانپ ہے ”فرقہ واریت اور اسلاف بیزاری“ کا سانپ۔ روضہ اقدس ﷺ کی زیارت کے لیے سفر کرنے پر علماء نے اجماع نقل کیا ہے۔

اجمع المسلمون علی استحباب زیارة القبور کماحکاه النووی واوجبها الظاهریة فزیارة ﷺ مطلوبة بالعموم والخصوص لما سبق ولان زیاره القبور تعظیم و

---

(۱) معجم کبیر للطبرانی ج ۱۲ ص ۲۲۵ (۲) مسند ابی داؤد الطیالسی ص ۱۳

تعظیمه ﷺ واجب. ولهذا قال بعض العلماء لافرق فی زیارته ﷺ بین الرجال والنساء (شرح الزرقانی علی المواهب ج ۱۲ص۱۸۳)

آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے مستحب ہونے پر علماء کا اجماع ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ پس زیارت آپ ﷺ کی ہر عام وخاص کا مطلوب ہے اور آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کرنا یہ آپ ﷺ کی تعظیم ہے اور آپ ﷺ کی تعظیم واجب ہے۔

ان مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ مسعود احمد Bsc کا تین مقامات کے علاوہ کسی طرح سفر کرنے کو بغرض زیارت حرام قرار دینا شریعت سازی اور سینہ زوری ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ ان مسعودیوں کو قادیانیوں سے ملانے والے زبیر علی زئی خود بھی اس نظریے میں مسعود کے ہم پیالہ وہم نوالہ ہیں مگر ملمع سازی کا ایسا ماہر ہے کہ اپنے آپ کو صاف بچالے جاتا ہے لیکن خیر ''بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی؟؟؟''

تو میں عرض کر رہا تھا یہ چند دلیلیں مسعود احمد Bsc کے باطل عقیدے کا منہ چڑا رہی ہیں اگر روضہ اقدس ﷺ کی زیارت کے لیے مزید دلائل مطلوب ہوں تو استاذِ مکرم حضرت مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی دامت برکاتہم کی کتاب ''تسکین الاتقیاء فی زیارۃ خاتم الانبیاء ﷺ'' ملاحظہ فرمالیں ان شاء اللہ شرح صدر ہو جائے گا۔

زاھد کون؟

حضرت حاتم بن اصم کو خلیفہ بغداد نے دعوت پر بلایا اصرار ہوا تو آپ چلے گئے خلیفہ نے پر تپاک استقبال کیا آپ نے فرمایا: ''السلام علیکم یا زاہد! خلیفہ نے عرض کیا، حضرت! میں تو دنیا داری میں فنا ہوں میں زاہد کیسے ہوسکتا ہوں۔ زاہد تو آپ ہیں کہ آپ کو دنیا سے کوئی رغبت ہی نہیں۔ حضرت نے جواب دیا۔ اللہ کا فرمان ہے'' متاع الدنیا قلیل'' دنیا کا سامان کتنا ہی کیوں نہ ہو وہ آخرت کے مقابلہ میں قلیل ہے اور تم چونکہ اسی قلیل پر خوش ہو اور اسے جمع کرنے کی فکر میں ہو اور آخرت کی متاع کثیر کی تمہیں کوئی فکر نہیں اس لیے تم کو زاہد کہہ رہا ہوں خلیفہ آپ کی بات سمجھ گیا اور خاموش ہو گیا۔

ارشادالحق اثری غیر مقلد کے جھوٹ

علامہ عبدالغفار ذہبی

ارشادالحق اثری نے کہا ہے کہ ''ہماری ان گزارشات سے واضح ہوجاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے رفع یدین اپنی زندگی کے آخری حصے میں بھی کیا اور اس کے برعکس دعوی نسخ پر کوئی برہان قاطع نہیں۔''(۱)

تبصرہ: اثری صاحب کی تصریح کے مطابق بحوالہ ابن حجر کہ بنی لیث کا وفد جس میں حضرت مالک رضی اللہ عنہ تھے غزوہ تبوک سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تبوک رجب سن ۹ ہجری میں ہوا۔(۲)

جبکہ ان سے سجدوں کی رفع الیدین مرفوعا مروی ہے۔(۳)

نتیجہ واضح ہے کہ ۹ ہجری غزوہ تبوک سے پہلے تک آنخضرت ﷺ سجدوں کی رفع الیدین کرتے تھے اور ہماری ان گزارشادت سے واضح ہوجاتا ہے کہ آنخضرت ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری حصہ میں سجدوں کی رفع الیدین کی ہے اور اس دعوی نسخ وترک پر احادیث ابن عمر رضی اللہ عنہما موجود ہیں بعینہ اسی طرح رکوع کی رفع الیدین کے نسخ وترک پر بھی احادیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ وبراء بن عازب رضی اللہ عنہ و ابن عمر رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔لہذا اثری صاحب کا اس رفع الیدین عندالرکوع کے ترک کو بلا برہان کہنا جھوٹ نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟؟؟

اثری جھوٹ نمبر ۳۷:

جناب اثری غیر مقلد نے لکھا کہ علامہ انور شاہ کشمیری حنفی لکھتے ہیں **ان الرفع متواتر اسنادا و عملا لایشک فیه ولم ینسخ ولاحرف منه**(۴)

رفع یدین سنداوعملا متواتر ہے اس میں کوئی شک نہیں اور ایک حرف بھی اس سے منسوخ نہیں ہوا۔(۵)

تبصرہ: پہلی بات تو یہ ہے کہ محدث فقیہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق

---

(۱) مقالات اثری ج ۲ ص ۸۷ (۲) مقالات اثری ج ۲ ص ۸۴

(۳) نسائی ج ا ص ۱۶۵، ۱۷۱ والسنن الکبری للنسائی ج ا ص ۲۲۸، ۲۴۴، مسند احمد ج ۳ ص ۵۳۳، صحیح ابی عوانہ ج ۲ ص ۹۵، المحلی بالآثار لابن حزم ج ۴ ص ۱۲۶ وغیرہ (۴) نیل الفرقدین ص ۲۲، فیض الباری ص ۲۵۰ ج ۲

(۵) مقالات اثری ج ۲ ص ۸۷

☆ فانه قد تواتر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ و اصحابه

اور سیدنا علی کے متعلق

☆ وعن علی و اصحابه عنداهل الکوفة تواتر طبقة بعد طبقة وتواترت وفوق کل ذی علم علیم(۱)

وقال ایضا :بل یروونه هو الواقع فی الکوفة عند رواتها تواترا وتوارثامستمرا(۲)

دوسری بات یہ ہے کہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے

☆ عن ابی هریره مرفوعا کان یرفع یدیه فی کل خفض ورفع.(۳)

☆ وعن ابن الزبیر رضی اللہ عنہ مرفوعا حین یسجد.(۴)

☆ وعن عمیر رضی اللہ عنہ مرفوعا یرفع یدیه مع کل تکبیرة فی الصلاة المکتوبة.(۵)

☆ وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعا کان یرفع یدیه اذا رکع واذاسجد.(۶)

☆ وعنه مرفوعا کان یرفع یدیه فی کل خفض ورفع ورکوع وسجود وقیام وقعود وبین السجدتین.(۷)

☆ وعن مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ مرفوعا واذا رفع.(۸)

وغیرہ نقل فرمائی ہیں محدث کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ان لفظوں ولم ینسخ ولاحرف منه کا مطلب تو پھر یوں ہوا کہ سجدوں کی رفع یدین بھی منسوخ نہیں ہے۔لہذا اثری صاحب کا اس قول کو رکوع کی رفع یدین کے غیر منسوخ ہونے پر پیش کرنا صریح جھوٹ ہے۔

اثری جھوٹ نمبر ۳۸:

ارشاد الحق اثری غیر مقلد نے لکھا ہے کہ ''اسی طرح علامہ ابن الجوزی وغیرہ نے رفع الیدین کو متواتر قرار دیا۔نیز لکھا کہ علامہ ابن الجوزی معرفة الحدیث ،الناسخ والمنسوخ واخبار اهل الرسوخ فی الفقه والتحدیث بمقدار الناسخ والمنسوخ کے نام پر احادیث منسوخہ کو جمع کیا اور

(۱) نیل الفرقدین ص۸۰ (۲) نیل الفرقدین ص۱۴۲
(۳) نیل الفرقدین ص۲۵ص۵۰ (۴) نیل الفرقدین ص۲۵
(۵) نیل الفرقدین ص۲۵ (۶) نیل الفرقدین ص۲۸،۲۹
(۷) نیل الفرقدین ص۲۹ (۸) نیل الفرقدین ص۳۲،ص۸۱

رفع الیدین کی روایات کو منسوخ میں شمار نہیں کیا بلکہ ابن جوزی نے ''التحقیق'' میں دعوی نسخ کی پرزور تردید کی ہے۔(۱)

تبصرہ: پہلی بات یہ ہے کہ امام ابن جوزی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابن الزبیر مرفوعا **حین یقوم وحین یرکع وحین یسجد** کی رفع الیدین کو محفوظ قرار دیا ہے۔(۲)

گویا ان کو بھی وہ متواترات میں سے سمجھتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو اپنی مذکورہ دونوں کتابوں میں احادیث منسوخہ میں شمار نہیں کیا۔لہذا اثری صاحب کا امام حافظ ابن جوزی سے محض رکوع کی رفع یدین کے ثبوت سے اس کے غیر منسوخ کہنے والوں میں شمار کرنا واضح جھوٹ ہے۔

اثری جھوٹ نمبر ۳۹:

جناب ارشادالحق اثری غیر مقلد لکھتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے **لکل شیء زینة وزینة الصلاة رفع الایدی** الخ۔(۳)

تبصرہ: مذکورہ الفاظ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں بلکہ یہ عبداللہ بن عمر العمری المدنی م ۱۷۱ھ کے الفاظ ہیں اور ان سے عیاض بن عبداللہ الفہری نے روایت کیا ہے۔(۴)

لہذا یہ اثری صاحب کا واضح جھوٹ ہے۔

اثری جھوٹ نمبر ۴۰:

جناب ارشادالحق اثری غیر مقلد نے لکھا کہ رفع یدین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتقال سے پانچ چھ ماہ پہلے تک کرتے رہے لہذا نسخ محض دعوی ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔(۵)

تبصرہ: جس طرح سجدوں کی رفع یدین بتصریح امام حافظ محدث ناقد ابوعبدالرحمٰن النسائی الشافعی وغیرہ متروک ومنسوخ ہے ملاحظہ ہو نسائی ج ۱ ص ۱۶۵ **باب ترک رفع الیدین عن السجود** وص ۱۷۲ **باب ترک ذلک بین السجدتین** بنص حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ اسی طرح امام نسائی وغیرہ نے رکوع کی رفع یدین کو منسوخ ومتروک قرار دیا ہے ملاحظہ ہو نسائی ج ۱ ص ۱۵۸ **باب ترک ذلک** وص ۱۶۱ **باب الرخصة فی ترک ذلک** بنص **حدیث ابن مسعود وقال صحیح** اور دیگر صحابہ مثلا سیدنا علی رضی اللہ عنہ وسیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ وسیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث صحیحہ موجود ہیں۔ **کمالایخفی علی اهل العلم**۔لہذا یہ اثری صاحب کا واضح جھوٹ ہے

(۱) مقالات اثری ج ۲ ص ۹۸۸ (۲) التحقیق لابن جوزی ج ۱ ص ۳۳۴

(۳) مقالات اثری ج ۲ ص ۹۳ (۴) التمہید لابن عبدالبر ج ۴ ص ۱۹۷ (۵) مقالات اثری ج ۲ ص ۹۵

گزشتہ سے پیوستہ

بوتل فروش یا ایمان فروش

قارئین! متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی تحقیق انیق پر مشتمل مضمون بعنوان ''مسئلہ بیس تراویح ...... دلائل کی روشنی میں'' پر ایک غیر مقلد مولوی زبیر صادق آبادی نے تعصب کی آگ میں جلتے ہوئے چند ایک اعتراضات اٹھائے تھے اس کے جواب کی پہلی قسط سابقہ شمارہ میں آ چکی درج ذیل مضمون اسی جواب کی دوسری قسط پر مشتمل ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ ادارہ

عبارت۲:

صادق آبادی لکھتا ہے کہ ''بعض ضعیف روایات میں ہے کہ لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ۲۳ رکعات پڑھتے تھے۔ گھمن کے اصول اور خود ساختہ ترجمہ کے مطابق اس روایت کا ترجمہ اس طرح ہوگا کہ لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں چار رکعت فرض، سولہ رکعات نماز تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔''(۱)

جائزہ:

پہلی بات تو یہ ذہن نشین رہے کہ حدیث سائب بن یزید رضی اللہ عنہ (مصنف عبدالرزاق ج۴ ص۲۰۱) جس کے یہ الفاظ ہیں کہ **علی عھد عمر ثلاثۃ وعشرین رکعۃ.** (۲)

سند کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے اس کو روایت کرنے والے تمام رواۃ ثقہ ہیں اور حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۳) بیان کی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ صحیح حدیث کی فقہاء ومحدثین کے نزدیک جو تعریف ہے اور اس کی جو

---

(۱) الحدیث ش۶۷ ص۳۳،۳۴ (۲) الاستذکار لابن عبدالبرج۲ ص۶۹ باب ماجاء فی قیام رمضان وقال صحیح رقم الحدیث ۶۳۷۷ باب قیام رمضان

(۳) رواہ محمد بن نصر بحوالہ عمدۃ القاری للحافظ العینی ج ۴ ص ۲۴۶ باب فضل من قام رمضان واسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، وقیام اللیل للمروزی ص ۱۵۷ باب عدد الرکعات التی یقوم بھا الامام الناس فی رمضان لفظہ کان یصلی عشرین رکعۃ ویوتر بثلاث

شرط ہے وہ الحمدللہ مذکورہ ۲۳ رکعات والی روایات میں پائی جاتی ہے لہذا آل وکٹوریہ عموماً اور صادق آبادی غیر مقلد خصوصاً بلا دلیل صحیح احادیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں جو بالتحقیق والیقین باطل و مردود ہے اور تئیس رکعات والی احادیث صحیح و صریح ہیں۔ وللہ الحمد۔

عبارت۳: صادق آبادی غیر مقلد لکھتا ہے :''(حدیث جابر مرفوعا تاریخ جرجان) اس روایت کے ایک راوی محمد بن حمید الرازی کے متعلق خان بادشاہ بن چاندی گل دیوبندی نے لکھا ہے کیونکہ یہ کذاب اور منکر الحدیث ہے اس کے علاوہ مفتی جمیل احمد نے بخاری و یعقوب بن شیبہ وغیرھم سے جرح نقل کی ہے قارئین کرام کھمن کی نقل کردہ روایات کے راوی کا حال آپ نے آل دیوبند کی کتابوں سے ملاحظہ فرمالیا۔''(۱)

جائزہ: پہلی بات تو یہ ہے کہ محمد بن حمید الرازی مختلف فیہ راوی ہے بعض ائمہ نے جرح کی ہے مگر بہت سے ائمہ نے ان کی تعدیل و توثیق بھی بیان فرمائی ہے۔ مثلا

(۱) امام فضل بن دکین م ۲۱۸ھ نے ان کی تعدیل کی ہے۔(۲)

(۲) امام یحیٰ بن معین م۲۳۳ھ فرماتے ہیں کہ ''ثقة لیس به باس رازی کیس.(۳)

(۳) امام احمد بن حنبل م ۲۴۱ھ نے ان کی تعدیل بیان فرمائی اور کہا کہ (صحیح الحدیث)۔(۴)

(۴) امام محمد بن یحیٰ ذھلی م ۲۵۸ھ نے ان کی تعدیل بیان کی ہے۔(۵)

(۵) امام ابوزرعہ الرازی م۲۶۳ھ نے ان کی تعدیل بیان کی ہے۔(۶)

(۶) امام محمد بن اسحٰق الصاغانی م ۲۷۰ھ نے ان کی تعدیل بیان کی ہے۔(۷)

(۷) امام ابونعیم بن عدی نے ان کی تعدیل بیان کی ہے اور کہا کہ وہ حفاظ اہل حدیث میں سے تھے(۸)

(۸) امام جعفر بن ابی عثمان الطیالسی م۲۸۲ھ نے ان کی ثقاہت بیان کی ہے۔(۹)

(۹) امام ابن عدی م ۳۶۵ھ وتکثر احادیث ابن حمید التی انکرت علیه ان

---

(۱) الحدیث ش ۶۷ ص ۳۴ ص ۳۵
(۲) تاریخ بغداد ج ۲ ص ۷۴
(۳) بغدادی ج ۲ ص ۷۴، تہذیب ج ۵ ص ۸۵
(۴) بغدادی ج ۲ ص ۷۳، سیر اعلام النبلاء ج ۸ ص ۲۹۳
(۵) بغدادی ج ۲ ص ۷۳
(۶) بغدادی ج ۲ ص ۷۳
(۷) سیر اعلام النبلاء ج ۸ ص ۲۹۳
(۸) بغدادی ج ۲ ص ۷۴
(۹) بغدادی ج ۲ ص ۷۳

ذکرناه علی ان احمد بن حنبل قد اثنیٰ علیه خیرا لصلابته فی السنة۔(۱)

(۱۰) امام خلیلی م ۴۴۶ھ فرماتے ہیں کہ ابن حمید حافظ الحدیث اور بلند پایہ عالم تھے اور ان کی شان یہ تھی کہ امام احمد اور یحی کو بھی پسند تھے۔(۲)

(۱۱) امام ابوبکر الخطیب م ۴۶۳ھ نے کہا ہے کہ ابن حمید کے بارے میں ائمہ سے ان کی عدالت اور ثقاہت منقول ہے۔(۳)

(۱۲) امام ذھبی م ۷۴۸ھ فرماتے ہیں کہ ابن حمید صاحب علم اور بہت بڑے حافظ حدیث تھے۔(۴)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ الحافظ و کان من اوعیة العلم (۵)

(۱۳) امام ابن حجر م ۸۵۲ھ کہتے ہیں کہ حافظ ضعیف و کان ابن معین حسن الرای فیه. (۶)

(۱۴) امام ابوبکر السیوطی م ۹۱۱ھ فرماتے ہیں کہ امام احمد اور یحیٰ اور دیگر بہت سارے محدثین نے ان کی توثیق بیان فرمائی ہے۔(۷)

(۱۵) امام خزرجی م ۹۲۳ھ ابو عبدالله الرازی الحافظ قال ابن معین ثقة کیس.(۸)

اور آپ کے زبیر علی زئی نے نور العینین ص ۱۳۷ میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ متقدمین کے مقابلے میں متاخرین کی بات کیا قابل مسموع ہوسکتی ہے (نور العینین) لہذا جمہور کے مقابلے میں ان کی جرح مردود ہے۔ ابن حمید ثقہ ہے اور صادق آبادی کا یہ اعتراض بھی تحقیقی اعتبار سے نا صرف یہ کہ نادرست بلکہ باطل اور مردود ہے۔

---

(۱) الکامل لابن عدی ج ۶ ص ۲۲۷۸

(۲) تہذیب ج ۵ ص ۸۶

(۳) تاریخ بغداد ج ۲ ص ۲۷، ۳، ۷ وغیرہ

(۴) سیر اعلام النبلاء ج ۸ ص ۲۹۲

(۵) العبر للذھبی ج ۱ ص ۲۲۳

(۶) تقریب ج ۲ ص ۵۱۱

(۷) طبقات الحفاظ للسیوطی ص ۲۱۶ رقم ۴۷۹

(۸) خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال للخزرجی ص ۳۳۳

جھوٹ کس نے بولا؟؟؟

علامہ عبدالغفار ذہبی

قارئین! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے دور حاضر کے مشہور کذاب اور دجال علی زئی غیر مقلد کے ہم نے باحوالہ ایک سو جھوٹ مکمل کرنے کے بعد ملکہ وکٹوریہ کی رضاعی اولاد آل حدیث کے دوسرے بڑے ستون جناب ارشاد الحق اثری غیر مقلد کے اکاذیب کا سلسلہ جاری کیا ہے تاحال ان دونوں کی طرف سے ٹھوس حوالہ جات کے ذریعہ ان مذکورہ اکاذیب کا رد ہمارے سامنے نہیں آیا حتی کہ ضلع اٹک تحصیل حضرو میں ہماری جانب سے ایک کروڑ روپے کا انعامی اشتہار پہنچنے کے باوجود علی زئی نے اس کے وصول کرنے کی جرأت نہیں کی اور نہ ہی قیامت تک کرسکتا ہے ان ٹھوس حوالہ جات کے سامنے علی زئی اینڈ کمپنی ٹھہر نہیں سکی تو پھر انہوں نے کچھ نہ کچھ لکھنے میں عافیت سمجھی لیکن اللہ تعالی کی توفیق سے ہم ان کذابوں کو دندان شکن جوابات دیتے رہیں گے اور ان شاء اللہ ان کے اکاذیب اور غلط تحقیق سے توبہ اور رجوع کرانے کی کوشش میں لگے رہیں گے۔ اب علی زئی کے جوابات پر ہم ایک تحقیقی نظر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ معاملہ کیا ہے۔ کیا علی زئی کے جوابات اہل انصاف اور اہل علم کے ہاں ''جواب'' کہلانے کے قابل بھی ہیں یا......

عبارت اول: جناب علی زئی مماتی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ ''نبی ﷺ کی ساری زندگی میں صرف ایک نماز کا بھی ثبوت نہیں کہ آپ نے رفع الیدین نہ کیا ہو، جب ترک ہی ثابت نہیں ہے تو نسخ کس طرح ثابت ہوگا؟''(۱)

جواب: قارئین علی زئی مماتی کا اعتراض آپ نے پڑھا اس دوسطری عبارت میں جناب نے کس طرح علم و دیانت کا خون کیا ہے اس کا اندازہ آپ کو ہماری گزارشات پڑھ لینے کے بعد بخوبی ہو جائے گا۔ میں تمہید کے طور عرض کرتا ہوں کہ ناسخ و منسوخ کا (عمومی) قاعدہ صحیح مسلم کی شرح میں امام حافظ محدث نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ م ٦٧٦ھ نے بیان فرمایا ہے۔(۲) کہ محدثین عموماً پہلے منسوخ احادیث لاتے

---

(۱) الحدیث ش96 ص16 نور العینین ص159 وغیرہ (۲) شرح مسلم للنووی ج۱ ص۱۵۶

ہیں اور بعد میں ناسخ احادیث ذکر کرتے ہیں اس قاعدہ وضابطہ کے لحاظ سے ائمہ نے احادیث اثبات رفع الیدین اور احادیث ترک رفع الیدین کو تخریج کیا ہے جس سے اس بات کا فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ کون سی احادیث متروک ہیں اور کون سی احادیث معمول بہ ہیں کون سی احادیث منسوخ ہیں اور کون سی ناسخ ہیں۔مثلاً:

۱: سیدنا امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۹ھ

۲: سیدنا امام عبدالرزاق بن الھمام الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۱ھ

۳: سیدنا امام ابن ابی شیبہ الکوفی رحمۃ اللہ علیہ ۲۳۵ھ

۴: سیدنا امام ابوداؤد السجستانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۵ھ

۵: سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۹ھ

۶: سیدنا امام ابوعبدالرحمٰن النسائی رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۳ھ

۷: سیدنا امام ابوعلی الطّوسی رحمۃ اللہ علیہ ۳۱۲ھ

۸: سیدنا امام ابوجعفر الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۱ھ

۹: سیدنا امام ابوالحسین القدوری رحمۃ اللہ علیہ ۴۲۸ھ

۱۰: سیدنا امام محمد بن علی النیموی الھندی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۲ھ

وغیرہ حضرات محدثین نے اس قاعدہ وضابطہ سے رفع الیدین کی احادیث کو ذکر کیا ہے اور یہیں تک بس نہیں بلکہ علماء غیر مقلدین نے بھی ترک رفع الیدین کو بیان کیا ہے مثلاً:

۱: شیخ الکل نذیر حسین دہلوی غیر مقلد ۱۳۲۰ھ ۲: نواب صدیق حسن غیر مقلد ۱۳۰۷ھ

۳: مولوی ثناءاللہ امرتسری غیر مقلدم ۱۳۶۷ھ ۴: مولوی محمد اسماعیل سلفی غیر مقلدم ۱۳۷۸ ھ

وغیرھم نے ترک رفع الیدن کو سنت وجائز وغیرہ قرار دیا ہے۔(۱)

لہذا جمہور علماء محدثین اور ان کے بڑے غیر مقلدین کے سامنے اس بے چارے علی زئی کی

---

(۱) الموطا امام محمد ص ۸۹ الی ص ۹۴ ومصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۴۳ الی ص ۴۶ ومصنف ابن ابی شیبہ ج اص ۲۶۵ الی ص ۲۶۷ و ابوداؤد ج اص ۱۱۱ وترمذی ج اص ۵۹ ونسائی ج ۱۵۸، ۱۶۱ مختصر الاحکام للطوسی ص ۱۰۸، ۱۰۹، سنن الطحاوی ج اص ۱۶۱، ۱۶۲ وغیرہ، التجرید للقدوری ج ۲ ص ۵۱۸ الی ص ۵۲۴ وآثار السنن للنیموی، فتاوی نذیریہ ج اص ۳۸۷، ص ۳۸۸ والروضۃ الندیۃ للنواب ص ۹۴، ۹۵، فتاوی ثنائی ج اص ۵۷۹، ۵۸۱ رسول اکرم ﷺ کی نماز ص ۶۱ وغیرہا

حیثیت کیا ہے اس کو تو بس وہ موقع چاہیے جب یہ اسلاف امت پر اپنے اندر کی ''کالک'' کو ''الحدیث'' کے صفحات پر مَل سکے۔

عبارت نمبر۲: علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ ''ترک رفع الیدین پر گھمن نے حدیث ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ بحوالہ بخاری، ابن خزیمہ، ابن حبان وغیرہ نقل کی اور اس کو ترک رفع یدین کی دلیل بنایا حالانکہ اس میں عدم ذکر ہے اور عدم ذکر نفی ذکر کو مستلزم نہیں ہوتا۔ لہذا گھمن نے اس ایک حوالے میں پانچ جھوٹ بولے ہیں۔ مفہوماً(۱)

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے علم کے مطابق صحیح بخاری کے راویوں سے مروی حدیث جس کتاب میں بھی ہے وہ رکوع اور دوسری رکعت سے کھڑے ہونے والی رفع یدین کے بغیر ہے۔

۱: صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۳۲۴ ۲: صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۳۲۷

۳: صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۱۷۲ ۴: شعار اصحاب الحدیث للحاکم الکبیر ص ۱۱۳

۵: شعب الایمان للبیہقی ج ۳ ص ۱۴۲ ۶: السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۸۴

۷: السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۲۱، ۱۷۲، ۱۸ ۸: معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج ۲ ص ۲۴

۹: المحلی بالآثار لابن حزم ج ۳ ص ۴۳ ۱۰: التمہید لابن عبدالبر ج ۹ ص ۲۵۳

۱۱: مصابیح السنۃ للبغوی ج ۱ ص ۳۰۹ ۱۲: شرح السنۃ للبغوی ج ۳ ص ۱۴

۱۳: التحقیق لابن الجوزی ج ۱ ص ۳۵۳ وغیرہ۔

اور یاد رہے کہ سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خود بھی عدم ذکر سے نفی ذکر پر استدلال کیا ہے۔(۲)

ثانیاً جس طرح حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما من طریق نافع بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ وغیرہ سے آپ لوگ دلیل لیتے ہیں دیکھیے نور العینین ص ۶۴ طبع اول ص ۸۴ طبع دوم ص ۸۱ طبع سوم ص ۹۲ طبع چہارم و پنجم وغیرہ حالانکہ اس روایت میں بھی عدم ذکر ہے اور یہاں آپ لوگوں کو عدم ذکر نفی ذکر کو مستلزم کا قاعدہ نظر نہیں آیا۔ لہذا جو جواب اس کا آپ دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے ہوگا۔ اس روایت سے شیخ محقق محدث محمد الیاس گھمن مدظلہ کا استدلال صحیح ہے اور وہ آپ کے لگائے گئے جھوٹے الزام سے بری ہیں۔

---

(۱) الحدیث ش ۶۹ ص ۱۶ (۲) صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۸، ۱۳۹

عقیدہ حیات النبی ﷺ

قرآن وحدیث واکابر علماء دیوبند کی نظر میں

مولانا محمد خالد زبیر، فیصل آبادی

مسئلہ حیات النبی ﷺ قرآن مجید کی نظر میں:

۱: جولوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کی نسبت یوں بھی مت کہو''وہ مردہ ہیں'' بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے (۱) اور جولوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس (اور) رزق پارہے ہیں۔(۲)

فائدہ: ان دونوں آیتوں میں واضح الفاظ کے ساتھ شہداء کو زندہ کہا گیا ہے اور یہ عالم قبر کی زندگی ہے چونکہ مقتول روح اور جسم دنیوی کا مجموعہ ہے لہذا حیات بھی ان دونوں کو حاصل ہوگی کیونکہ قرآن پاک میں ہے جو قتل ہوئے وہی زندہ ہیں اور ظاہری طور پر قتل کا فعل جسم پر وارد ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں جسم دنیوی کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے اور پھر آخر ولکن لا تشعرون فرمایا یعنی تم شعور نہیں رکھتے۔ یوں نہیں فرمایا ولکن لایشعرون یعنی کہ وہ شہداء شعور نہیں رکھتے

ایک شبہ: حدیث طیورِ خضر (اس نام سے ایک حدیث مشہور ہے) جس کا مفہوم یہ ہے کہ شہداء کی روحوں کو سبز قسم کے پرندوں کے جسموں میں ڈال دیا جاتا ہے اور وہ جنت کی سیر کرتے ہیں اور شام کو عرش کے نیچے لٹکی ہوئی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں (۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہداء کی حیات جنت میں ہے نہ دنیوی قبر میں۔

جواب: اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ شہداء کے دو پہلو ہیں ایک حیات جسمانی اور دوسرا حیات روحانی حیات جسمانی کے پہلو کو قرآن مجید نے اجاگر کردیا اور حیات روحانی کے پہلو کو حدیث میں نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے یعنی روح کو جو لذتیں حاصل ہیں ان لذتوں سے جسم محروم نہیں بلکہ وہ لطف اندوز ہوتا ہے وگرنہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جس نے قربانی دی (یعنی جسم نے) وہ تو محروم رہے اور جو (یعنی روح) قتل

---

(۱) سورۃ البقرہ ۱۵۰ (۲) سورہ آل عمران ۶۹ (۳) ابوداؤد، مشکوۃ

بھی نہیں ہوئی، وہ مزے اڑائے۔

تنبیہ: اب سوچنے کی بات یہ ہے جنگ میں کفار بھی مرتے ہیں اور مسلمان بھی۔لیکن مسلمانوں کو اتنا درجہ صرف اس وجہ سے ملا کہ انہوں نے لاالہ الاالله محمدرسول الله کہا ہے تو جس کی وجہ سے شہداء کو اتنا مقام حیات قبر حاصل ہو، ان کو اپنا مقام کتنا بلند ہوگا؟ وہ تو بدرجہ اولی روضہ اقدس میں فائز حیات ہوں گے۔

مسئلہ حیات النبی ﷺ حدیث شریف کی نظر میں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں (۱) محدث کبیر علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ابو یعلیٰ کے تمام راوی ثقہ ہیں۔'' مجمع الزوائد علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ حدیث صحیح ہے۔'' (۲) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصحیح کی ہے (۳) مشہور غیر مقلد عالم ارشاد الحق اثری مسند ابو یعلی ج۳ص ۳۷۹ پر لکھتے ہیں کہ اس کی سند عمدہ ہے۔''

مسئلہ حیات النبی ﷺ اکابر علماء دیو بند کی نظر میں:

اس مسئلہ کے متعلق اکابر علماء دیو بند کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم احمد مجتبیٰ ﷺ آج بھی روضہ اقدس میں دنیوی جسم کے ساتھ فائز حیات ہیں چند اکابر علماء دیو بند کے نام درج ذیل ہیں مزید تفصیل کے لیے ''المہند علی المفند'' کا مطالعہ فرمائیں

(۱) حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ
(۲) حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ
(۳) مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
(۴) مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ
(۵) مفتی مہدی حسن رحمۃ اللہ علیہ
(۶) مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
(۷) مولانا عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ
(۸) مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ
(۹) مولانا عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۰) مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۱) مولانا سید حامد میاں رحمۃ اللہ علیہ
(۱۲) مولانا علی محمد رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) شفاء السقام ص۱۳۴ وحیات الانبیاء للبیہقی وابونعیم فی اخبار اصبہان ج۲ص۸۳، مسند ابویعلی الموصلی ج۳ص ۳۷۹، تحقیق وتعلیق ارشاد الحق اثری

(۲) السراج المنیر ج۲ص۱۳۴ (۳) فتح الباری ج۱ص۳۵۲

قارئین کے خطوط

ادارہ

جناب مدیر اعلی قافلہ حق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ

بندہ آپ کے ادارہ کا ایک رسالہ قافلہ حق جلد نمبر۴ شمارہ نمبر۳ دیکھا جو کہ بہت پسند آیا۔ لہذا آپ لوگ بندہ کو یہ رسالہ مسلسل جاری کردیں یعنی پچھلے دو شمارے جلد نمبر۴ کے شمارہ نمبر۱،۲ اور موجودہ دسمبر کا شمارہ بندہ کو ضرور بہ ضرور ارسال فرماویں بذریعہ وی۔ پی۔ بندہ آپ کا شکر گزار رہوگا۔

والسلام

محمد منصور غزنوی

پتہ: المنصور اسلامی کیسٹ مرکز ندزاڈہ مسجد نور رنگ شہر ضلع لکی مروت صوبہ خیبر پختون خواہ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

منصور بھائی آپ نے ہمارے رسالے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ سابقہ شمارہ جات منگوانے کے لیے سرکولیشن منیجر سے رابطہ کریں ان شاء اللہ آپ کو ضرور مل جائیں گے اور نئے سال کی ڈائری بھی آچکی ہے رابطہ کے لیے درج ذیل نمبر ڈائل کریں 0332-6311808

☆☆☆

محترم مدیر سہ ماہی قافلہ حق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ آپ خیرت سے ہوں گے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے مجلّہ میں بہت علمی و تحقیقی مواد ہوتا ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ کے مجلّہ سے مستفید ہوں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ مجھے اپنا سہ ماہی مجلّہ ارسال کردیں اور پہلے شمارہ جات بھی مجھے چاہییں اس کے بارے میں بھی معلومات فراہم

کریں۔ہم یقین کرتے ہیں کہ آپ کا ادارہ اس معاملے میں ہمارے ساتھ بھرپور تعاون فرمائے گا۔

ابواحمد مجیب الرحمٰن قاسم

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بھائی مجیب الرحمٰن صاحب یقیناً آپ نے سچ سنا ہے ہمارا رسالہ قافلہ حق اس حوالے سے کامیاب رسالہ ہے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ومسائل کو اس میں دلائل سے ذکر کیا جاتا ہے اور اہل الحاد وبدعت کے وساوس وشبہات کی قلعی بھی کھولی جاتی ہے۔جس کی وجہ سے یہ رسالہ بہت جلد عوام وخواص میں شرف قبولیت پا چکا ہے۔سابقہ شمارہ جات درج ذیل نمبر پر رابطہ کر کے منگوائے جاسکتے ہیں۔0332-6311808

☆☆☆

محترم جناب مدیر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی بخیر ہوں گے آنجناب سے گزارش ہے کہ جامعہ اسلامیہ دارالقرآن کہروڑ پکا کا ترجمان ماہنامہ ''السعید'' حاضر خدمت ہے مہربانی فرما کر اس کے بارے میں خصوصی دعا وآراء سے نوازیں۔اگر آپ کے جامعہ کی طرف سے یا آپ نے اپنی طرف سے کوئی ماہنامہ یا سہ ماہی یا کوئی اور رسالہ جاری کیا ہو تو تبادلہ میں جاری فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں۔امید ہے کہ آپ ''ماہنامہ السعید'' کے لیے مفید مضمون اور مشوروں سے وقتاً فوقتاً نوازتے رہیں گے۔

نوٹ: ماہنامہ السعید میں کسی قسم کی کوئی غلطی ہو تو ضرور مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں

محمد یعقوب

مدیر ماہنامہ السعید

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم جناب مدیر ماہنامہ السعید

ماہنامہ السعید کو میں نے بغور دیکھا الحمدللہ بہت ہی مفید پایا۔اس میں مضامین بہت عمدہ اور طرز تحریر بھی صحافتی اصولوں کو مدنظر رکھ کر کی گئی ہے۔دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں شرف

قبولیت عطا فرمائے اور امت کی ہدایت اور صلاح وفلاح کا ذریعہ بنائے۔ جو بات میں محسوس کر رہا ہوں یقیناً آپ نے بھی محسوس کی ہوگی وہ یہ ہے تحقیقی مضامین کو زیادہ ترجیح دی جائے۔ کیونکہ یہ وقت اہل السنۃ کے افراد کو دلائل سے مسلح کرنے کا ہے۔ اگر اس پر بروقت محنت نہ کی گئی تو اہل باطل کے ہمرنگ زمین جال میں عوام بری طرح پھنس جائے گی۔ امید ہے کہ اس پر آپ بڑی سنجیدگی سے غور فرمائیں گے۔

اس وقت ہمارے دو شمارے سہ ماہی قافلہ حق اور ماہنامہ بناتِ اہلسنت بلا انقطاع آرہے ہیں۔ متعلقہ عملے کو ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ وہ آپ کو بطور تبادلہ رسالے جاری کر دیا کریں گے۔

☆☆☆

محترم جناب مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم!

آپ کا ماہنامہ بنات اہلسنت دیکھا اور سہ ماہی حق بھی ملا۔ پڑھ کر دل مسرور ہوا یقیناً یہ ایک عمدہ کاوش ہے حق تعالیٰ شانہ اس کو قبول ومنظور فرمائے۔ ہمارا ماہنامہ ”خزینہ علم وعمل“ عرصہ پونے تین سال سے الحمدللہ جاری وساری ہے آپ کو ماہنامہ ارسال کر رہا ہوں۔ تبادلے میں ماہنامہ ”بنات اہلسنت“ اور ”قافلہ حق“ کا منتظر ہوں۔

والسلام

احقر علی مقبول

جواب: وعلیکم السلام! ماہنامہ خزینہ علم وعمل واقعی خزینہ علم وعمل ثابت ہوا علمی اصلاحی مضامین کا گنجینہ ہے، تبادلے کی بابت سرکولیشن منیجر کو ہدایت جاری کر دی ہے ان شاء اللہ ہر ماہ آپ کو ماہنامہ بنات اہلسنت اور ہر تین ماہ بعد قافلہ حق آپ کو بطور تبادلہ موصول ہوتے رہیں گے۔ دعاوں میں یاد رکھنا

☆☆☆

بخدمت جناب مدیر اعلیٰ سہ ماہی قافلہ حق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بندہ احقر نے اپنے کسی عزیز کے پاس قافلہ حق کا شمارہ دیکھا تو بہت ہی پسند آیا اور ”قافلہ حق“

سے واقفیت ہوئی ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت ہی اہم کام کے لیے چنا ہے یہ باطل فتنہ مماتیت ہمارے مسلک دیو بند کے لیے بدنامی کا باعث بنا ہوا ہے ان کی دلائل کے ساتھ سرکوبی اور عوام الناس کو ان کے خطرناک عقائد سے آگاہ کرنا وقت کی بہت ہی اہم ضرورت ہے اس کی مناسبت سے (مسئلہ توسل) کے عنوان سے مختصر سی تحریر ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اسے سہ ماہی قافلہ حق کی صفحات کی زینت بنا کر حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

والسلام

حفظ الرحمٰن اعوان

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بھائی حفظ الرحمٰن صاحب ماشاء اللہ آپ کے قلم میں روانی کے ساتھ ساتھ علمی احتیاط بھی خوب ہے مسلک علماء دیو بند کا نظریہ مسئلہ توسل میں یہی ہے کہ توسل بذوات الانبیاء والاولیاء صحیح ہے اور ہمارے اکابرین نے اس مسئلہ پر اپنی تحقیقات رقم فرمائی ہیں۔ اللہ تعالی آپ کے مضمون کی بدولت صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ ہدایت نصیب فرمائے۔

☆☆☆

وفیات

19دسمبر:

احناف میڈیا سروس کے ڈیزائنر رانا رضوان کے ماموں جان محمد عبدالحفیظ جو کہ طویل علالت کے بعد واہ کینٹ کے سول ہسپتال میں انتقال فرما گئے ہیں، انا للہ و انا الیہ راجعون مرحوم نہایت خوش اخلاق اور خدا ترس انسان تھے، اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

10محرم الحرام:

بھائی محمد آصف متعلم جامعہ حقانیہ، لاہور کے نانا جان نذر محمد صاحب ۵۰ سال کی عمر میں رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں، انا للہ و انا الیہ راجعون ادارہ قافلہ حق ان کے تمام ورثاء سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور مرحوم کے لیے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا محمد شوکت قاسمی دامت برکاتہم کا

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل السنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ بتعلق روح مبارک اپنے روضہ اقدس میں حیات ہیں اوراسی طرح اہل السنّت والجماعت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو شخص آپ ﷺ درود پڑھتا ہے آپ ﷺ خود اس کو سنتے اوراس کا جواب بھی دیتے ہیں۔

یہ اہل السنّت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے اس کا منکر اہل سنت سے خارج ہے اوراس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

کتبہ محمد شوکت قاسمی
خادم تدریس الحدیث بجامعۃ
القدسیات الاسلامیہ بدیوبند
سہارنپور، یو۔پی
۱۶ شعبان ۱۴۳۰

بندہ اس تحریر کی پرزور تائید کرتا ہے اور اس کی حمایت کو ذریعہ نجات سمجھتا ہے

QUARTERLY SARGODHA PAKISTAN
QAFLA-e-HAQQ

باذوق حضرات متوجہ ہوں

نئے سال کی ڈائری 1432ھ 2011ء

- اہل السنۃ والجماعۃ کی مکمل نماز طہارت سے اختتام تک مستند حوالہ جات کے ساتھ
- امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سبق آموز وصایا
- امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صحاح ستہ کے مولفین رحمۃ اللہ علیہم کا شجرہ علم حدیث
- حجۃ اللہ فی الارض مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ علم حدیث
- متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کا شجرہ علم حدیث

الاتحاد ڈائری 1432ھ 2011ء

قیمت صرف =/200 روپے

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
0332-6311808
0346-7357394

باہتمام: احناف میڈیا سروس AMS